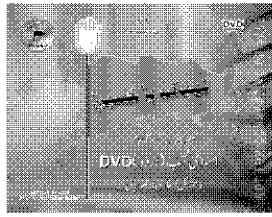


یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔



منجانب۔

سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الزماں اور کئی

DVD
Version

لبیک یا حسینؑ

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

SABIL-E-SAKINA

Unit#8,

Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.

www.sabelesakina.page.fl

sabelesakina@gmail.com

Presented by www.ziaraat.com

www.ziaraat.com

NOT FOR COMMERCIAL

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
۷	اظہار تشکر	۱
۱۱	ابتدائیہ	۲
۲۳	نام کنیت اور القاب	۳
۲۵	حسب و نسب	۴
۲۹	تعلیم و تربیت	۵
۳۳	تلاشیں حق	۶
۴۵	اسلامی سبقت	۷
۵۱	اسلام میں غلامی کا تصور (سلمان کے مراتب کی روشنی میں)	۸
۵۹	اسلام میں عمل کی اہمیت اور آپ کی خاندان اہلبیت میں شمولیت	۹
۷۵	سلمان محمدی آیات قرآنی کی روشنی میں	۱۰
۸۳	علی مرکزیت	۱۱
۹۱	بیعت حضرت ابو بکر سے انحراف	۱۲
۱۰۱	درویش صفت گورنر	۱۳

سلمان محمدی^{رض}

مؤلف

مولانا مقبول احمد صاحب لوگانوی ممتاز الافاضل

ٹروپین - سویدن

اظہارِ شکر

زیر نظر کتاب پہلی بار احباب پبلشرز لکھنؤ ہندوستان سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہو چکی ہے جس کو قارئین کرام نے بے حد پسند کیا۔ مدت سے یہ کتاب نایاب ہو چکی تھی۔ برادر عزیز سید طاہر حسین صاحب رضوی متوطن کراچی پاکستان مقیم حال او سلونارو سے کے اصرار پر نظر ثانی کر کے اضافہ کے ساتھ دوبارہ پاکستان سے شائع کی جا رہی ہے۔ جناب سید طاہر حسین رضوی سلمہ صرف پابند دین اور عاشق مذہب ہی نہیں بلکہ وہ صحیح معنی میں مبلغ اسلام اور ناشر علوم و معارف بھی ہیں۔ اشاعت مذہب کے لئے انجمن حسینی ناروے کو کثیر رقم عطا فرماتے رہتے ہیں۔ عزاداری کے عاشق و شہید اور بڑے علم نواز و علم دوست ہیں، علماء کی بڑی عزت کرتے ہیں۔ میری تحریروں سے آپ کو دلہانہ محبت اور مجھ سے بھی بڑا خلوص ہے۔

اپریل ۱۹۸۵ء میں موصوف کو ایک عظیم صد مسہب بھنوار آپ کے بہنوئی سید الزار سلطان علیٰ حالت شباب میں داغ مفارقت دے گئے، ان کی روح کو ایصالِ ثواب کی غرض سے میری کتاب فخر اہم ناطقہ بنیت اسد کا دوسرا ایڈیشن جنوری ۱۹۸۶ء احباب پبلشرز لکھنؤ ہندوستان سے شائع کرایا۔ جس کی طباعت کے کل اخراجات موصوف نے برداشت

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱۳	کرامات	۱۱۳
۱۵	سلمان فوج امت محمدی	۱۲۳
۱۶	اخلاق و اوصاف	۱۳۱
۱۷	چند جو اہر دیندے	۱۴۱
۱۸	ازدواج و اولاد	۱۴۷
۱۹	مدت حیات	۱۴۹
۲۰	وفات	۱۵۳
۲۱	وفات کے بعد آپ کے مراتب	۱۶۳
۲۲	زیارت	۱۶۵

۸
کئے میں ان کا بیحد شکر گزار ہوں۔ اب میری یہ دوسری تصنیف بھی
موصوف کے اصرار پر پیش کی جا رہی ہے، اور وہی اس کے مصداق
برداشت کر رہے ہیں۔ خداوند عالم موصوف کی توفیقات تیر میں اضافہ
فرمائے اور ان کے مرحوم بہنوئی کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔
قارئین کرام سے استدعا ہے کہ ایک سورہ فاتحہ پڑھ کر
سیدالذکر سلطان صاحب مرحوم و مغفور کی روح کو ایصالِ ثواب
فرمائیں۔

والسلام

مقبول احمد نوگانی

امام جمعہ و جماعت مسجد شیعہ اثنا عشری تروہن سوسیدن

۲۲ اپریل ۱۹۸۷ء

بِسْمِ سُبْحَانَهُ

ابتدائیہ

انسان فطرًا تا حیوان نقل ہے وہ جس طرح اپنے ہم جنسوں کو کرتے دیکھتا ہے ویسا ہی خود بھی کرنے لگتا ہے اس کے ثبوت کے لیے کسی منطقی استدلال کی ضرورت نہیں ہے بلکہ روزمرہ کے مشاہدات گواہ ہیں، انواع و اقسام کے کھانوں میں روز بروز تکلفات کا اضافہ، تعمیر مکانات کی تبدیلیاں، لباس میں منت سے فیشن کی ایجادیں وال ہیں اس بات پر کہ انسان اپنے دوسرے ہم جنس کو جیسا کرتے، پہنتے یا کھاتے دیکھتا ہے خود بھی ویسا ہی کرتے لگتا ہے۔ اور اس طرح پورے معاشرہ میں تبدیلی آجاتی ہے کہ درکار کی لپستی اور ملندی بھی اسی فطری جذبہ کا نتیجہ ہے۔

اس فطری جذبہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے قدرت نے انسانوں کے اخلاق و عادات کی اصلاح و درستی کے لیے انبیاء و مرسلین کو اس انسانی معاشرہ میں بھیجا تاکہ وہ علمی نمونہ بن کر لوگوں کے سامنے آئیں اور لوگ ان کے قول و فعل میں پیروی و اتباع کر کے اپنے مقاصد حیات کو پورا کر کے اپنا صحیح مقام حاصل کر لیں۔

لیکن سلسلہ نبوت و رسالت کے بعد بھی یہ ضرورت باقی رہتی تھی اس لیے مرسل اعظم نے فرمایا تھا لانی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و سنتی و ہلستی

انجام دیا ہے وہ کسی دوسرے نے نہیں دیکھا۔ یہ فرمایا لیکن وہ جہتی ہے جب وہ
زخموں سے چہرہ ہو کر گرے اور لوگوں نے کہا جنت مبارک ہو تو انہوں نے کہا
کیسی جنت ہم نے تو محض خاندانی مشرف پر جنگ کی تھی۔

(اصحابہ ج ۵ صفحہ ۲۴)

اور حکم بن ابی العاص بھی صحابی تھیں پر پیغمبر نے لعنت فرمائی تھی اور
عزیز سے نکال دیا گیا تھا یہ مردان کا باب اور حضرت عثمان کا چچا تھا تا کسی
نے سلسلہ اسناد نہ پری اور عطا خراسانی سے روایت کی ہے کہ پیغمبر کے کچھ اصحاب
حاضر خدمت ہوئے آپ اس وقت حکم پر لعنت فرماتے تھے لوگوں نے قصہ
پوچھا تو آنحضرت نے فرمایا میں گھر میں اپنی فلاں بیوی کے پاس تھا یہ شخص
دو بار کے شکاف سے بھاگتا رہا تھا۔ ایک مرتبہ پیغمبر حکم کی طرف سے گذرے
حکم آپ کی طرف گستاخانہ اشارے کرنے لگا۔ پیغمبر نے لپٹ کر دیکھ لیا بد دعا
فرمائی خداوند احکم کو پھینکی بنا دے۔ (اصحابہ جلد ۲ صفحہ ۳۲)

حضرت عائشہ کی روایت میں ہے آپ نے مردان سے فرمایا تھا میں گو اہی
دیتی ہوں کہ پیغمبر خدا نے تمہارے باپ پر لعنت کی تھی اور اس وقت تم اس کی
صلب میں تھے۔ (اصحابہ ج ۲ صفحہ ۲۹)

امام نسائی نے اپنی سنن نسائی میں عبد اللہ بن عباس سے قول باری
و لقد علمنا المستقدمین منکم وقد علمنا المستأخرین کے تھان نزول
کے متعلق روایت کی ہے کہ ایک انتہائی حسین و جمیل عورت رسول اللہ کے پیچھے
نماز پڑھتے آئی تھی بعض لوگ آگے کھڑے ہوئے تاکہ اس پر نظر نہ پڑے بعض لوگ

اسے تاکنے کی غرض سے پیچھے کی صف میں کھڑے ہوئے تھے اور روک کر کہنے وقت
بقول سے بھاگنا کرتے تھے یہ بھی صحابہ رسول تھے۔

پیغمبر اسلام کی تبلیغ کا مقصد مکارم اخلاق کی تکمیل تھا کیا صحابی کا لہجہ
فباہر اقتدا یتم اقتدا یتم (میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے
جس کی بھی پیروی کر دو گے ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے) کے اصول پر عمل کرنے سے
امت پیغمبر نجات یافتہ ہو جائے گی اور کیا مقصد رسول خدا پورا ہو جائے گا
انہیں صحابہ کرام میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے بارے میں قرآن کریم خبر
دے رہا ہے ومن حولک من الاعراب منافقون من اهل المدینة

سرد و اعلیٰ التقاط لا تعلمہم من غیرہم موتین شمر مردون اعلیٰ
عذاب عظیم اور تمہارے اطراف کے گنوار دیہاتوں میں بعض منافق بھی ہیں
اور خود دین کے رہنے والوں میں سے بھی بعض منافق ہیں جو تفاق پراڑ گئے
ہیں اسے رسول تم ان کو نہیں جانتے مگر ہم ان کو خوب جانتے ہیں عنقریب
ہم ان کو دنیا ہی میں دوپہری سزا کریں گے پھر یہ لوگ قیامت میں ایک بڑے
عذاب کی طرف پلٹائے جائیں گے (سورہ نوبہ آیت ۱۷)

ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو پیغمبر اسلام کو اذیت پہنچایا کرتے تھے
اور انہیں لوگوں میں وہ لوگ بھی تھے جن کے بارے میں ارشاد الہی ہے
ان المنافقین یجادعون اللہ و هو خاد مہم و اذا قاموا الى الصلوة
عہم والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم جو لوگ خدا کے رسول کو اذیت
پہنچائیں گے ان پر دردناک عذاب ہوگا۔

فلمنوا كسالى يبرأون الناس ولا يذكر الله الا قليلا منذ بين
بين ذلك لا الی هو كآء ولا الی هو كآء ومن يضل الله فمن تحيد
سببلا - ترجمہ: بیشک منافقین اپنے خیال میں خدا کو فریب دیتے ہیں حالانکہ
خدا خود انھیں دھوکا دیتا ہے اور یہ لوگ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں تو
(بے ادبی سے) اگسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں اور فقط لوگوں کو دکھاتے ہیں اور
دل سے تو خدا کو کچھ فونہی سا یاد کرتے ہیں اس (کفر و ایمان) کے بیچ تذبذب میں
پڑے بھول رہے ہیں نہ ان مسلمانوں کی طرف نہ ان کافروں کی طرف اسے رسول جیسے
خدا اگر اسی میں چھوڑ دے (اس کی ہدایت کی) تم ہرگز کوئی سبیل نہیں کر سکتے۔

(سورہ نسا، آیت ۱)

کتاب الہی ایسے لوگوں کی بھی تہوڑے ہی ہے جو رسول کے ارشادات سنتے تھے
لیکن خدا نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی تھی کیونکہ وہ ہوا و ہوس کے پیرو تھے دھنم
من يستمع اليك حتى اذا خرجوا من عندك قالوا للذين اوتوا العلم
ماذا قال اتقاوا لعلك الذين طبع الله على قلوبهم واتبعوا هواهم
ترجمہ: اسے رسول ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو تمہاری طرف کان لگائے
رہتے ہیں یہاں تک کہ سب من سا کر جب تمہارے پاس سے نکلتے ہیں تو جن
لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان سے کہتے ہیں (کیوں بھئی) ابھی اس شخص نے کیا کہا تھا
یہ ہم ہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر خدا نے کفر کی علامت مقرر کر دی ہے اور یہ اپنی
خواہشوں پر چل رہے ہیں۔ (سورہ محمد، آیت ۱۷)

اگر ذرا بھی عقل و تدبیر سے کام لیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ہر صحابی

کو عاقل اور قابل تقلید ماننے اور سمجھنے کا نظریہ کتنا مہمل اور وہیات نظر یہ ہے
قرآن کریم منافقین کے ذکر سے بچھٹ کر رہا ہے صرف سورہ توبہ، سورہ احزاب
اور سورہ منافقوں ہی کو لے لیجئے ان تینوں سوروں میں شروع سے آخر تک
منافقین ہی کا ذکر ہے۔

”پیغمبر جب تک زندہ رہے ان منافقین نے آپ کا کلیجہ خون کر رکھا تھا
بہت سے مواقع پر انھوں نے آپ کی جان لینے کی کوشش کی۔ تاریخ گواہ ہے کہ
جب رسول اسلام غزوہ حدیبیہ کے لیے مدینہ سے تشریف لے گئے تھے تو ایک ہزار
مسلمان موجود تھے لیکن حدیبیہ پہنچنے سے پہلے ہی نین سو منافقین راستہ ہی سے
بلیٹ گئے باقی جو سات سو اصحاب آپ کے ساتھ حدیبیہ تک پہنچے ان میں
بھی اچھی خاصی تعداد منافقین کی رہی ہوگی اور وہ بدنامی اور رسوائی کے ڈر
سے واپس نہ ہونے ہوں گے اگر قرض کر بھی لیا جائے کہ ان سات سو میں کوئی بھی
مناقض نہ تھا تو پھر بھی ہزار میں تین سو کا تناسب ہی کیا کم ہے کیا پیغمبر کی وفات
کے بعد یہ منافقین نسبت دینا بوجہ ہو گئے اور آپ کی رحلت کے بعد جتنے بھی اصحاب
بچے وہ سب کے سب مجسمہ ایمان اور نمونہ عدالت بن گئے کیا معاذا اللہ پیغمبر
کی زندگی فحاشی کا سبب اور آپ کی موت ان کے ایمان اور عدالت اور ان کے
تمام خلائق سے بہتر و افضل ہو جانے کا ذریعہ تھی پیغمبر کی آنکھ بند ہوتے ہی
ان کی انقلاب ماہیت کیسے ہو گئی؟ کہ جب تک پیغمبر کی سانسیں آتی جاتی ہیں
ان کا شمار منافقین میں ہوتا رہا اور ان پر خدا کی لعنتوں کی بوجھاڑ ہوتی رہی
اور ادھر تاہیں ٹوٹا ان پر فضل و شرف کی ایسی بارشیں ہوتی کہ اب ان کی بابت

لب کثافتی ناجائز ان کی قدح نامکن اور انھوں نے بڑے بڑے جرائم اور بولچال کی
معاصی جو کئے ان پر حجت گیری حرام

”شیخ اور صحابہ شرفراز لکھنؤ مورخ ۲ فروری ۱۹۶۲ء
سالانہ حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے وفات پیغمبر کے بعد صرف
چھ لوگ پیغمبر کے دین پر باقی رہے تھے اور باقی سب کے سب مرتد ہو گئے
بیعتی نے عبد اللہ الاشعری کے سلسلہ سے ابو دغا سے روایت کی ہے اور وہ
کہتے ہیں کہ پیغمبر سے میں نے عرض کیا حضور مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ فرمایا کرتے
ہیں کہ کچھ لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہو جائیں گے پیغمبر نے فرمایا ہاں مگر
ان میں سے تین ہو۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۶ ص ۱۷۱)

عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت نے اپنے اصحاب سے
فرمایا میں تم لوگوں سے پہلے سوحن کو تر پیر ہو چوں گا کچھ لوگوں سے میں نزل
کردوں گا پھر ان سے غالب آجاؤں گا پھر اپنے پروردگار سے عرض کروں گا
وہ میرے اصحاب! خدا تجواب دے گا تمہیں کیا پتہ کہ ان اصحاب نے تم
بعد کیا کیا؟ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۳۱) اور ترمذی نے پیغمبر سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میرے دائیں سے کچھ اصحاب پکڑے
جائیں گے کچھ میرے بائیں سے میں عرض کروں گا خداوند یا میرے اصحاب
اس پر خداوند عالم تجواب دے گا۔ تمہیں معلوم نہیں ان لوگوں نے تمہارے
کیا کیا کرتیں گیں جب سے تم ان سے جدا ہوئے یہ برابر اٹھے پیروں پھر
ہی گئے اسی وقت میں وہی فقرہ کہوں گا جو عبد صالح (حضرت عیسیٰ) فرمایا

ان تعدیہم فانہم عیادک اگر ان لوگوں پر عذاب کرے تو یہ تیرے برے
ہیں۔ (صحیح ترمذی جلد ۶ ص ۶۵) شیخ اور صحابہ (مولانا محمد باقر صاحب
نقوی ہفتہ وار سرفراز لکھنؤ ہر فروری ص ۱۷۱)

اور امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ وفات پیغمبر کے بعد تمام اصحاب
مرتد ہو گئے تھے سوائے ان تین مسلمان، مقداد اور ابو ذر کے بعد میں اور لوگ ان
مقتول ہو گئے تھے۔ (ناسخ التواریخ جلد ۸ ص ۱۸)

اصحابی کا نجوم حدیث کو اگر صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہرگز
نہیں ہے کہ تمام صحابہ قابل تھکید ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ میرے اصحاب مثل شایان
کے ہیں جس طرح متاروں میں نیک و بد ہوتے ہیں اسی طرح میرے اصحاب میں
بھی دو قسم کے لوگ ہیں مومن بھی ہیں اور منافق بھی، نیک بھی ہیں اور بد بھی
ان میں جو نیک ہیں ان سب کی پیروی ہدایت کا ذریعہ ہے اور وہ اصحاب صرف
وہ لوگ ہیں جن کو اللہ اور رسول دوست رکھتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے اللہ میرے
اصحاب میں چار شخصوں کو دوست رکھتا ہے علی، سلمان، مقداد اور ابو ذر
(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۱۲)

وہ اصحاب وہ ہیں جن کے لیے جنت مشتاق ہے آنحضرت نے فرمایا کہ
جنت چار شخصوں کی مشتاق ہے اور وہ علی، عمار، مقداد اور سلمان ہیں۔
(طیتر اولیا و جز و اول ص ۱۹)

قابل اتباع و پیروی وہ اصحاب ہیں جن کی وجہ سے زمین کا فرش کھچا یا
گیا جن کی وجہ سے نذوق آتا گیا اور جن کے سبب باران رحمت نازل ہوئی

امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ وہ عبد اللہ بن مسعود، ابوذر، عمار یا مسلمان فارسی
مقتاد بن اسود، حدیث ہے اور ساتواں میں ان کا امام ہوں۔ یہی وہ لوگ
ہیں جنہوں نے حضرت پیغمبر اسلام کی نماز جنازہ پڑھی۔

(نفس الرحمن مولفہ علامہ قوری)

معلوم ہوا کہ صرف انہیں اصحاب کی پیردی ذریعہ ہدایت ہو سکتی ہے جنہوں
نے اہلبیت کی پیغمبر کا ساتھ دیا ان سے محبت کا اظہار کیا اور ان کے عمل کو اپنا
جنہوں نے ان اہلبیت کی راہ الفت میں طرح طرح کی صعوبتیں برداشت کیں
مصائب کا مقابلہ کیا لیکن وہ ان اہلبیت سے متمسک رہے ان صحابہ میں سرفہرست
جناب سلمان فارسی کا نام ہے جن کے حالات ناظرین کے سامنے پیش کئے
جا رہے ہیں۔

عمر حاضر میں اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ رسول اور اہلبیت رسول کے
سچے جان نثاروں کے حالات زندگی پیش کئے جائیں اس لئے کہ معصومین
کے حالات زندگی پڑھ کر آج کا مسلمان یہ کہہ سکتا ہے وہ معصوم تھے جو وہ کہ گئے
وہ ہم کیسے کر سکتے ہیں؟ اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگوں کے سامنے
حضرت سلمان محمدی، مقتاد، ابوذر غفاری، عمار یا مسلمان، مالک اشتر جیسے
رائح العقیدہ لوگوں کے حالات پیش کیے جائیں اور بتایا جائے کہ اگر ہم علی
مرقظی، حسن مجتبیٰ اور امام حسینؑ شہید کو ملا نہیں بن سکتے تو کیا مسلمان، ابوذر
مقتاد، قبر بلال و چون حبشی کے نقش قدم پر بھی نہیں چل سکتے؟
..... سلمان محمدی کی ذات گرامی وہ ہے کہ جن کو آنحضرتؐ نے

ان کے حسن و عمل اور حسن کردار پر اپنے اہلبیت میں شامل فرمایا تھا یہ اس عظیم
منزلت کے مجاہدی ہیں کہ معصوم کے سامنے کسی نے مسلمان فارسی کہہ دیا تو فوراً جبین
مبارک پر گھنٹیں پڑ گئیں اور فرمایا مسلمان فارسی نہ کہو مسلمان محمدی کہو۔ ایمان کے دس
دریے ہیں اور وہ ان سب پر فائز ہیں۔ مسلمان اسلامی نظام زندگی کا ایک عملی
شاہکار ہیں ان کی زندگی تمام فرزندان توحید کے لئے مشعل راہ ہدایت ہے اس
لئے ان کے حالات جمع کر کے کتب الہی صورت میں ناظرین کے سامنے پیش کر دیا ہوں
میں اپنے ان تمام ناظرین کا ممنون رہوں گا جو جھکو اپنے ذہن میں خیالات سے مطلع
فرمائیں گے۔

میں برادر محترم میجر نور شہید کشمیری کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری اس
ناچیز تالیف کو منظر عام پر لانے میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے اسے میں کبھی
فراموش نہیں کر سکتا۔ خداوند عالم موصوف کو عمر نوح عنایت فرمائے اور دین
و ملت کی تادیر خدمت کرنے کا موقع عطا کرے آمین۔

احقر، مقبول احمد ٹوگاتوی

نام، کنیت اور القاب

اظہار اسلام سے پہلے کتب تواریخ و احادیث میں آپ کے وہ نام زیادہ نظر آتے ہیں مابہ اور زوزبہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپ کا نام مابہ تھا اور بعض کہتے ہیں زوزبہ تھا ہمارے نزدیک زوزبہ زیادہ معتبر ہے۔ ان دونوں ناموں کے علاوہ بھی لوگوں نے آپ کے نام کچھ میں مثلاً ماہویہ بیوہ اور حمد اللہ متوفی نے آپ کا نام ناہیہ بتایا ہے لیکن یہ زیادہ مشہور نہیں ہیں۔

اظہار اسلام کے بعد آنحضرت نے آپ کا نام سلمان اور امیر المؤمنین علیہ السلام نے مسلسل رکھا تھا۔

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ، ابوالبنات اور ابوالمرشد ہے اور سلمان خیر و سلمان محمدی کے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ خود اپنے کو سلمان ابن اسلام کہتے تھے۔

آپ کے سر کے بال گھنے، کان لمبے اور دراز قد آدمی تھے اس لیے **علیہ السلام** اس ایرانی بنییت کو دیکھ کر لوگ گرگ آمد گرگ آمد کہتے ایک مرتبہ گورزی کے زمانہ میں اس شان و شوکت سے نکلے کہ سواری میں بلا زمین کا گدھا

عہ ہدان کے ایک شہر کا نام دگرگان تھا اسی کی طرف نسبت دے کر پکارے جاتے تھے۔

تھا۔ لباس میں ایک تنگ اور چھوٹی قمیص تھی جو سواری پر سے کسی وجہ سے اٹھ گئی تھی جس سے گھٹنے بھی نہ پھپھتے تھے نہ انگلیں کھلی ہوئی تھیں لڑکے اس بہت کڑائی میں دیکھا ان کے پیچھے لگ گئے لوگوں نے یہ طوفان بدتمیزی دیکھا تو ڈانٹ کر ان کو ٹھہرایا کہ اتنییر کا بیچھا کیوں کرتے ہو۔
(ابن سعد جزم ص ۱۱۱)

حسب و نسب

آپ ایرانی النسل ہونے کے باعث سلمان فارسی کے جاتے ہیں بعض نے رامہرز، بعض نے حتی جو صفحان کا ایک شہر ہے آپ کا اصل وطن بتایا ہے ابن خنجر آشوب اور علانہ توری نے آپ کو شیرازی لکھا ہے اور وہ روایت نقل کی ہے جو خود جناب سلمان فارسی نے امیر المومنین علیہ السلام سے اپنے ایمان کے بارے میں بیان کی ہے جو آئندہ نقل کی جائے گی۔

اگرچہ مذہب اسلام میں ظاہری حسب و نسب کی ایمان اور عمل کے مقابلہ میں کوئی وقعت اور حیثیت نہیں ہے لیکن اس اعتبار سے بھی آپ ایک بلند شخصیت کے مالک ہیں آپ کے والد شیراز کے صاحب دولت و ثروت مالک حکانات و جائداد ہتقان تھے لیکن تدبیراً آتش پرست (جوسی) تھے اس لیے آپ نے ہمیشہ اس دنیاوی عزت کو دین کے مقابلہ میں بیخ بچھا۔

آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے مابہ بن بوہر خان بن مورث سلمان بن بہرودان بن قیروز بن شہرل شاہ آپ کی اولاد سے ہیں۔

(ترجمہ اسد القابہ ج ۴ ص ۱۳۱)

اکمال الدین میں آپ کے والد کا نام خشیودان اور بعض لوگوں نے

شہنشاہ منوچہر کی اولاد سے بتایا ہے آپ کے والد کے نام کے بارے میں رہا یا
کی کثرت تائید کرتی ہے کہ بدخشاں تھا اور آپ ایران کے شاہی خاندان سے
تعلق رکھتے تھے۔

لیکن آپ نے اس ظاہری نسب و حسب پر کبھی فخر نہیں کیا بلکہ اگر کبھی
کسی پوچھنے والے نے آپ سے آپ کے نسب کے بارے میں پوچھا تو آپ نے
جواب دیا کہ میں سلمان بن اسلام ہوں۔

سدر صیرفی نے اپنے باپ سے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام
سے روایت کی ہے کہ ایک روز اصحاب رسول بیٹھے ہوئے اپنے حسب و
نسب کا ذکر کر کے اس پر فخر و مباہات کر رہے تھے سلمان بھی ان کے درمیان
تشریف فرما تھے حضرت عمرؓ نے طنزاً آپ کی طرف مخاطب ہو کر کہا سلمان
تھاری اصل اور نسب و حسب کیا ہے آپ نے جواب دیا انا سلمان بن عبد
کنت قالاً فهدانی اللہ بحمد و کنت عاتلاً فاعتانی بحمد
و کنت سہلو کا فاعتنی اللہ بحمد فهدا حسبی و نسبی یا عمر
ترجمہ: میں سلمان خدا کے بندہ کا بیٹا ہوں میں گمراہ تھا اللہ نے اپنے حبیب
محمدؐ کے ذریعہ میری ہدایت فرمائی اور میں منقلب تھا اللہ نے محمدؐ کی وجہ سے مجھے
مالدار کر دیا اور میں غلام تھا اللہ نے محمدؐ کے ذریعہ مجھے آزاد کر دیا اسے عمر
ہے میرا حسب و نسب۔ (مجالس المؤمنین ص ۸۵)

اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سلمان سے ایک شخص
نزاع ہو گئی اس نے اپنے حسب و نسب پر ناز اور سلمان کی حقیر کرنے کی عزت

سے آپ سے کہا کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں جناب سلمان نے جواب دیا کہ تیری
اور میری تعلقت نظر (گنزدہ) سے ہے اور تیرا اور میرا انجام موت ہے جب
قیامت برپا ہوگی اور میرا ان عدل نصب کیا جائے گا تو اس دن دیکھنا
جس کے اعمال کا پلہ وزنی ہوگا وہ کرم ہے اور جس کے اعمال کا پلہ ہلکا ہوگا
وہ لعیم (بہت زیادہ تکمل کرنے والا) ہے۔ (کتاب نصاب الشیعہ)

آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے عربوں میں قومی، ملکی، لونی اور فانداتی
عصبیت بہت زیادہ پائی جاتی تھی عربی غیر عربی پر فخر کرتا تھا اور قریشی
غیر قریشی پر۔ رسول اسلام نے اس عصبیت کو لاختر لعلی علی العجسی دلائق
علی غیر قریشی ان المؤمنون اخوة کہہ کر مٹا دیا تھا صرف تقویٰ کو بزرگی
اور عزت کا معیار قرار دیا تھا لیکن بہت سے لوگ ایسے بھی تھے جن کے دلوں
سے ایام جاہلیت کی وہ قومی و ملکی عصبیت ایمان لانے کے بعد بھی ختم نہیں ہوئی
تھی جناب سلمان ایسے لوگوں کا جو اسلام لانے کے بعد بھی اپنے عربی ہونے
پر فخر کرتے تھے مثلاً اڑایا کرتے تھے اور ان کے ایمان و عمل کی حقیقت کو دھما
کرتے رہتے تھے جیسا کہ ایک مرتبہ آپ نے حضرت عمرؓ سے ان کی دختر تک
احقر کے بارے میں عقید کی خواہش ظاہر کی حضرت عمرؓ نے انکار کر دیا لیکن بعد میں
آپؐ پشیمان ہوئے اور چلایا کہ اپنی حاجزادی کا عقد آپ سے کر دیں سلمان نے کہا اب
مجھے ضرورت نہیں ہے میرا مطلب تو صرف اتنا تھا کہ دیکھوں جاہلیت اور کفر کے زمانے
کی عصبیت تمہارے دل سے نکل گئی ہے یا ابھی باقی ہے، سو معلوم ہو گیا کہ
وہ تمہارے اندر ابھی موجود ہے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)

تعلیم و تربیت

آپ کے والدین کو آپ سے حدود و حریمت خاص ہر وقت اپنی نظروں کے سامنے رکھنے تھے اگرچہ آپ کے علاوہ بھی آپ سے بڑا ایک لڑکا موجود تھا (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۹۹) اسلئے خود فرماتے ہیں کہ میں ان کو تمام حقائق میں سب سے زیادہ محبوب تھا انھوں نے مجھے گھر میں مثل لڑکیوں کے بٹھایا اور پرورش کیا تھا۔ (ترجمہ اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۴۱)

من مشور کو یہ دیکھنے کے بعد والدین نے آپ کو بعض تعلیم شیراز کی ایک فحوسی درسگاہ میں داخل کر دیا اس زمانہ کے رواج کے مطابق درسگاہوں کے معلم جو موہر و پراہب کہلاتے تھے ترقی و دستا کے علاوہ صحیفہ ابراہیم، تہذیب موسیٰ اور ابجیل عیسیٰ کی بھی تعلیم دی جاتی تھی چنانچہ جناب سلمان فارسی نے ایک مدت تک شیراز کی مختلف درسگاہوں میں ان کتابوں کی تعلیم حاصل کی ان کتابوں میں چونکہ بعثت محمدی کی بشارت اور آنحضرت کے فضائل و مناقب کا مفصل تذکرہ موجود تھا لہذا آپ کے دل میں بتا میڈا زیدی اسلام اور تغیر اسلام

عہدہ ان تالیفیں ایرانی عقائد کے مطابق یہ آسمانی کتابیں تھیں۔

کی قیمت پیدا ہونا شروع ہوئی جس قدر یہ مطالعہ بڑھتا گیا اسی قدر یہ عشق ترقی کرتا گیا تا اینکه جو سمیت سے ان کو قطعاً نفرت و بیزاری ہو گئی۔

ایک بار وہ اپنے وطن میں موجود تھے کہ ایک مجوسی عید آگئی لوگ نماز شروع ہو کر گئے لیکن عید گاہ کی طرف جانے لگے آپ کے والد بھی قدیم دستور کے مطابق تیار کیا اس میں کھینے کے لیے تیار ہوئے اور آپ سے بھی چلنے کے لیے کہا اول تو آپ نے چلنے سے انکار کر دیا لیکن جب زیادہ غیور کیا گیا تو ساتھ لے کر گیا اور دل سے نہیں ہوتا اس میں لذت بھی نہیں آتی سب لوگ عید گاہ میں خوش خوش نظر آتے تھے مگر آپ رنجیدہ تھے ماں باپ نے ان سے کہا تم ایسا نہیں کرتے آپ نے جواب دیا میں اہل سب تو نہیں بنا سکتا صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میرا دل ان مذہب و رسوم کی ادائیگی کے قابل نہیں ماں باپ کو یہ بات تا کہ معلوم ہوئی اور جب عید گاہ سے واپس ہوئے تو بہت کچھ ڈاکٹروں نے پٹا لگا کر کے دل پر ان کی خفگی کا کوئی اثر نہ ہوا۔

ماں باپ نے آخری جنت تام کرنے کے لیے پھر ایک روز بچھایا اور دو گوم دونوں طریقے استعمال کیے لیکن انھوں نے صفائی کے ساتھ کدیا کہ میں ایسے نبی کی آمد کا منتظر ہوں جو اخلاق کریمہ اور صفات پرندہ کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا اور بتوں کی پرستش سے منع کرے اس واحد و یکتا خدا کی پروردگاری اور عبادت کا مشوق دلائلے گا جو جسم و جسمانیات اور مکان و مکانیات سے دھیرا بے میں آفتاب کو خدا سمجھ کر بھی کدہ نہیں کر سکتا۔ یہ جواب سکر والد کے پاس گیا اور اسی روز اس پر گزیدہ خدا کو ایک گھر کے کونے

قید کر دیا دن بھر میں صرف ایک روٹی کھانے کو اور ایک پیالہ پانی پیئے کو دیا جاتا تھا جب قید کی مدت کو طول ہوا تو آپ نے رو رو کر درگاہ الہی میں دعا کی کہ میں میں ایک نورانی بزرگ سے آکر اس مصیبت سے نجات دلائی اور ایک دیر میں لا کر چھوڑ دیا ان نورانی بزرگ کے غائب ہو جانے کے بعد آپ دیر کے اندر گئے۔ دیر کے راجہ نے آپ کا نام لیکر بلایا اور وہ لوح طلب کی جو آپ کے پاس تھی۔

(دینی کہانیاں حصہ ۶ ص ۶۶۶)

تلاشِ حق

جناب سیدنا محمدی نے روحانی کمالات اظہارِ اسلام سے پہلے اس حد تک حاصل کر لیے تھے کہ ایزدی تائید ان کے سر پر سایہ نکلن تھی وہ بے شک آنحضرتؐ بلکہ پیدائشِ ظاہری سے بھی بہت پہلے آپ پر ایمان لے آئے تھے ان کی غیرت و عزیمت و تڑپ یعنی گئی آنسو وہ ہنگام بھی آہی گیا جبکہ انھوں نے اپنے محبوب (آنحضرتؐ) کی تلاش و جستجو ان کی زیارت کے اشتیاق میں تمام آنے والے عہدِ نبی کا مقابلہ کرنے کے لیے کمر بستہ یا تھل اور وطن سے غربت اور آزادی سے غلامی کے مرحلوں سے گذرتے ہوئے سید المرسلینؐ خدا کے لیے تیار ہو گئے وہ اپنے ایمان لانے کی داستان خود بیان فرماتے ہیں۔

میرے والد صاحب جائیداد اور مالک مکانات تھے انھوں نے ایک دن مجھ سے کہا اے فرزند تم دیکھتے ہو میں یہاں مشغول ہوں تم باہر کھیتوں پر چلے جاؤ لیکن وہاں ٹھہرنا جاناکہ میں جائیداد کا خیال چھوڑ کر بخاری فکر میں پڑ جاؤں میں کھیتوں کے دیکھنے کے لیے نکلا اور نصرانیوں کے گرجا کے پاس سے ہو کر گزرا اور وہ لوگ نماز پڑھ رہے تھے میں ان کو دیکھنے لگا مجھے ان کا یہ طریقہ عبادت بہت پسند آیا اور میں نے اپنے دل میں کہا۔ خدا یہ ہمارے دین سے بہتر

ڈال دیا اور کہا کہ اگر تو اپنے آبائی دین سے پلٹ گیا تو ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے انھوں نے آب و طعام میرے اور پر تنگ کر دیا جب میرے اوپر یہ مصیبت آئی مدت طولانی ہوئی تو میں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وصی (حضرت علیؑ) کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کی کہ مجھے اس بلا سے نجات دے۔
 پس ایک شخص سفید پوش میرے پاس آیا اور کہا کہ اسے روزہ تیار ہو جا اور میرا ہاتھ پکڑو اور کنوئیں سے باہر نکال لایا ایک راہب کے دیر میں لے آیا غائب ہو گیا میں نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان عیسیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ اس راہب نے کہا اسے روزہ تو میرے پاس رہا کہ (معلوم ہے کہ راہب کو بھی پہلے سے کسی عیسیٰ طاقت نے اطلاع کر دی تھی) میں دوسرے اس کے پاس رہا جب وہ مرنے لگا تو مجھ سے راہب انطاکیہ کے بارے میں پوچھا کہ میں اس کے پاس چلا جاؤں اور کہا کہ میرا اس سے سلام کتا اور یہ اس کو دیدینا پس میں وہاں گیا اور دو سال اس کی خدمت میں رہا جب وہ

لے انطاکیہ روم کا ایک بہت بڑا شہر جو تہرجان کے کنارے واقع ہے۔ رومیوں نے اس شہر کا شہر قسطنطنیہ رکھا تھا اس کو ام المدان (شہر کی ماں) بھی کہا جاتا ہے اس لیے کہ ان کے یہ پہلا شہر ہے جہاں سے دین عیسوی ظاہر ہوا ہے یہ روم کی کرسیوں میں سے ایک جات ہے حبیب التیاری کی مسجد اور اس کی قبر بھی اس شہر میں ہے جس کی زیارت کے لوگ جاتے ہیں یہ وہ قریب ہے جہاں اللہ نے شیخون اور یوحنا کو بھیجا تھا۔
 (نص الرضی)

لگا تو اس نے راہب اسکندر نے کے بارے میں وصیت کی اور کہا اس کو میرا سلام کتا اور یہ لوح اس کو دیدینا۔ جب میں اس کی تمیز و تکفین سے فارغ ہوا تو وہاں پہونچا اور صومعہ میں آیا اور اشہد ان لا الہ الا اللہ وان عیسیٰ روح اللہ وان محمد حبیب اللہ کہیں دو سال اس کی خدمت میں رہا جب وہ مرنے لگا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اب تو مجھے کس کے پاس چھوڑتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں کسی سے واقف نہیں ہوں جو میرا ہم مسلک ہو البتہ ولادت محمد مصطفیٰ کا زمانہ قریب ہے جب تو ان کی خدمت میں وارو ہونا تو میرا سلام کتا اور یہ لوح ان کو دیدینا جب میں اس کے دفن سے فارغ ہوا تو وہاں سے چل دیا اور ایک قوم کے ساتھ رہنے لگا جو بکری کو قتل کر کے اس کا گوشت کھاتے تھے اور مجھ سے بھی کھانے کے لیے کہتے تھے میں نے کہا میں مرد راہب ہوں گوشت نہیں کھاتا پھر وہ شراب پیش کرتے تو میں اس کو بھی قبول نہ کرتا اس پر انھوں نے مجھے خوب مارا میں نے اس قوت سے کہ مجھے قتل نہ کر دیں ایک شخص کی غلامی قبول کر لی اس نے مجھے اس قوم سے نکال کر ایک یہودی کے ہاتھ تین سو دہم میں فروخت کر دیا اس یہودی نے میرا

لے اسکندر یہ مصر کا قاہرہ کے شمال مغرب کی سمت دریا کے کنارے مشہور شہر ہے اس کو قیلتوس یونانی نے تعمیر کرایا تھا اس میں ایک منارہ تھا جو دنیا کی سنگ مرمر کی سات مشہور عمارتوں میں سے ایک تھا اور جو دریا کے سفر میں سومیل کے قافلہ سے کھائی دیتا تھا۔
 (نص الرضی مولفہ علامہ تورے)

قصہ معلوم کیا تو میں نے اس سے کہا کہ میرا سوانے اس کے اور کوئی قصہ تو
 بے کرم میں محمدؐ اور ان کے وصی (علیؑ) کا پوسنت ہوں یہودی نے یہ سن کر کہا
 تیرا اور محمدؐ دونوں کا دشمن ہوں اس نے مجھے اپنے گھر کے دروازہ کے باہر
 نکال دیا جہاں ریت کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ اس
 کو صبح تک یہاں سے اٹھا کر پھینک دے ورنہ میں قتل کر دوں گا۔ میں
 رات بھر اسے اٹھا ماگر ختم نہ ہوا میں نے اللہ سے دعا کی ناگاہ ایک آنی
 آئی اور اس ریت کو اڑا لے گئی جب یہودی نے صبح کو دیکھا تو کہا تو جہاں
 ہے میں تجھ سے ڈرتا ہوں اس شخص نے مجھے ایک عورت کے ہاتھ میں کا
 حیسہ تھا (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۱۲۱) فروخت کر دیا اس کا ایک
 تھا اس نے اس کی نگرانی میرے سپرد کی ایک دن ساری آدمی وہاں آئے
 جن کے سروں پر ابرسایہ لگن تھا ایک حضرت محمدؐ مصطفیٰ دوسرے علیؑ
 تیسرے ابوذرؓ چوتھے مقدادؓ پانچویں عقیلؓ چھٹے حمزہؓ اور ساتویں زیدؓ
 میں نے ان کے سامنے کچھ خرے رکھے اور کہا یہ صدقہ ہے میں رسولؐ
 اصحاب کو سوانے علیؑ ابن ابی طالب کے کھانے کا حکم دیا میں نے ان کو کھانے
 لیکن آپ اور آپ کے بھائی نے جیوا تک نہیں پھر میں نے ایک طبق خرے
 کا پیش کیا اور کہا یہ ہدیہ ہے وہ انھوں نے بسم اللہ کہہ کر کھالیے میں نے
 دل میں کہا وہ علامتیں تو ابر کا سایہ لگن ہونا اور صدقہ حرام ہونا) ظاہر ہے
 اب میں تیسری علامت کی تماش میں حضرت کے پیچھے آیا آپ نے فرمایا
 روزِ بیکر نہ ہوتی تھی تماش ہے یہ فرما کر آپ نے اپنے شانے کھول دیے

میں نے ہر نبوت کی زیارت کر لی آپ کے قدموں پر گر پڑا اور آپ کا دین
 قبول کر لیا آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اپنی مالکہ کے پاس جا کر کہو کہ محمدؐ بن
 عبد اللہؐ بوجھتے ہیں کہ تم اپنے غلام کو فروخت کرنا چاہتی ہو میں نے اپنی مالکہ
 کے پاس جا کر آپ کا پیغام پہنچایا اس نے جواب دیا میں چار سو درخت خرما
 پر فروخت کر سکتی ہوں جن میں دو سو ایسے ہوں جن پر سرخ رنگ کے خرے آئیں
 اور دو سو ایسے ہوں جن پر زرد رنگ کے خرے آئیں میں نے آپ کو اگر مطلع
 کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے آپ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا
 کہ اسے علیؑ چار سو گھٹلیاں جمع کر کے ان کو لودو اور میرا ب کر دو۔ حضرت علیؑ
 نے حکم کی تعمیل کی درخت خرما فوراً ہی جوان ہو کر پھل دیتے لگے آپ نے مجھ سے
 فرمایا کہ اب جا کر اس سے کہو کہ تیری خواہش پوری ہو گئی اب ہادی چیز سارے
 حوالہ کر اس نے آکر کہا کہ میں اس وقت تک فروخت نہ کروں گی جب تک
 یہ خرے زرد رنگ کے نہ ہو جائیں ہیں ہیرا بل امین آئے اور اپنے پیوں سے
 درختوں کے پھلوں کو مس کیا وہ فوراً زرد رنگ ہو گئے اس عورت نے کہا مجھے
 محمدؐ اور کچھ سے زیادہ یہ خرے کے درخت پسند ہیں اور میں نے کہا مجھے آج کچھ
 سے اور دنیا کی ہر چیز سے محمدؐ زیادہ محبوب میں ہیں رسولؐ نے مجھے آزاد کر دیا
 اور میرا نام سلمان رکھ دیا۔ (ابن شہر آشوب غرر الحقائق ص ۱۲)

صحاب سلمانؓ کے عشق رسولؐ میں وطن چھوڑنے اور ایمان لانے والی
 روایت کو ہم نے دو کہا بوں کے حوالہ سے نقل کیا ہے پہلی روایت نہ صرف
 اسد الغابہ بلکہ السنن کی تمام کتابوں میں اسی طرح نقل کی گئی ہے جن میں اسباب

فی تیز العیاب، استقیاب اور طبقات ابن سعد قابل ذکر ہیں روایت جناب
عباس سے نقل کی گئی ہے اور دوسری روایت مناقب ابن شہر آشوب
علاوہ تمام شیعہ کتب حیات القلوب نفس الرحمن فی فضائل سلمان، بحار
الکمال الدین، روحۃ الواعظین وغیرہ میں بھی اسی طرح درج ہے۔

چند باتوں میں اختلاف ہے (۱) کتب اہل سنت میں اس لوح کا تذکرہ
نہیں ہے جس میں آنحضرت کی نبوت کی پیشین گوئی تھی (۲) محبت رسول
ساتھ وحی رسول کا تذکرہ نہیں ہے جو تمام شیعہ کتب میں موجود ہے (۳)
اہل سنت میں ہے کہ آپ نے چنڈہ کر کے آپ کو آنا دکرایا اور کتب شیعہ میں
کہ آپ نے باغداد تخت خرابا لگائے اور قیمت ادا کی (۴) اسد الغابہ اور
اہل سنت کی کتابوں میں ہے کہ آپ مدینہ میں ایمان لائے اور مناقب اہل
شیعہ کتابوں میں ہے کہ آپ نے مکہ میں اظہار اسلام فرمایا۔

مجھے یقین ہے کہ ناظرین کے لیے اب وجہ اختلاف معلوم کرنے میں سہولت
پونگی چونکہ تاریخ میں ان حکومتوں کے اشاروں پر لکھی گئیں جو علیؑ اور اولاد
دشمن تھیں ان کی بیکوشش رہی کہ جہاں بھی علیؑ اور اولاد علیؑ کی کوئی فضیلت
ظاہر ہوتی ہو اس کو مٹا دیا جائے جیسا سچے مسلمان کے ایمان لانے کے واسطے
بھی توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا تاکہ فضیلت علیؑ پر پردہ ڈالی دیا جائے
اور لوح کے تذکرے کو حذف اور مدینہ میں ایمان لانے کو اس لیے
کیا گیا کہ لوگوں کی سبقت ایمانی باقی رہے۔

اسلامی سبقت

مومنین نے سلمان کے مدینہ میں ایمان لانے کی حکایت اس لیے وضع کی
کہ آپ کا اگر مکہ میں ایمان لانا بیان کیا جاتا تو پھر لوگوں کی سبقت اسلامی پاش
پاش ہو جاتی حالانکہ شیعہ سنی اختلاف کے باوجود بھی امیر المومنین علیؑ کے بعد
سبقت سلمان ہی کو حاصل رہتی ہے فرق اتنا ہی رہتا ہے کہ شیعہ کتب میں
ہے کہ وطن ہی میں آپ عائشہؓ ایمان لے آئے تھے اور سنی کتب میں ہے کہ
عمورہ کے راہب جو آخری راہب تھا اس کی وصیت کے بعد سے آنحضرت کی
فبت والفت آپ کے دل میں پیدا ہو گئی تھی مگر یہ زمانہ بھی آنحضرت کی
ولادت سے پہلے کا ہے۔

در تعقیب جناب سلمانؓ نے خدمت پیغمبر میں حاضر ہو کر اسلام قبول نہیں
بلکہ اظہار اسلام کیا ہے آپ کو سرکارِ دو عالم کی نبوت و رسالت کا یقین قبل
ولادت ہی اتنا تھا کہ لوگوں کو اسلام قبول کرنے کے بعد بھی حاصل نہ ہو سکا
آپ کی شخصیت وہ عظیم شخصیت ہے جس نے کبھی رسول اسلام کی نبوت و رسالت
میں بعثت سے پہلے بھی شک نہیں کیا وہ آنحضرتؐ کو لوگوں کو آپ کے نبوت
ہوجانے اور ہجرات دیکھنے کے بعد بھی بار بار شک ہوتا رہا آپ اظہار اسلام

سے پہلے ہی آنحضرت کے سچے عاشق اور دین الہی کے سچے پیرو تھے آنحضرت کی محبت ہی نے ان کو وطن چھوڑنے پر مجبور کیا تھا وہ (ظاہراً) وہ ایمان سے پہلے ہی ایمان کی اس منزل پر فائز تھے کہ بارگاہِ صدی میں ان کی قبول ہوتی تھی اور رو نہ کی جاتی تھی۔

شہید ثالث قاضی نور اللہ شو مشرعیؒ نے لکھا ہے کہ آپ قبل بعثت کے معظم تشریف لائے اور جب آنحضرت مبعوث برسات ہوئے تو وہ میں وارد ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔

بعض مورخین نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ آپ نے اول بعثت آنحضرت سے ملاقات کی حال تک یہ انکار آپ کے حالات سے ناواقفیت ہے۔ قرآن مجید اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ جب کفار قریش نے آنحضرت کے بارے میں یہ کہنا شروع کیا کہ سلمانؑ آپ کو تعلیم دیتے ہیں تو خدائے ربوبی نے یہ آیت نازل فرمائی: **انما یعلمہ بشر لسان الذی یلحدون الیہ** اعجمی و هذا لسان عربی مبین۔

قاضی بیضاوی اور ان کے علاوہ جمہور مفسرین نے اس آیت کے تحت میں جناب سلمان فارسی کو یاباے بغیر آپ کو مانگے ہوئے ان کا شبہ کھٹا ہوتا۔ (عجائب المؤمنین ص ۵۵)

علامہ طبریؒ نے بھی آیت انما یتعلمہ بشر کی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد سلمان فارسی ہیں وہ مشرکین کہتے تھے کہ تمہیں رسول خدا کو معارف سلمان نے دی ہے امام رازی اور دوسرے مفسرین نے بھی یہی لکھا ہے۔

جناب سلمان بعثت سے پہلے مکہ آگے گئے کفار قریش آنحضرت پر ہمت لگاتے تھے کہ جو کچھ بھی آپ ماضی کی خبریں اور کلام الہی سنا گئے ہیں وہ سلمان سے سیکھتے ہیں میں اس کی رو خدائے اس آیت سے کہ ہے لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و هذا لسان عربی مبین (نفس الرحمن)

اور عبداللہ بن عقیف نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ سلمان بعثت سے پہلے مکہ آگے گئے اور دین حق کی تلاش میں تھے جب آپ مبعوث ہوئے تو خدمت میں وارد ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور جب آنحضرت نے آپ کو علم و عمل اور اصابت رائے میں کامل پایا تو ان سے مشورہ کیا کہ دعوت اسلام کی ابتدا اس شخص سے کریں اس سے آنحضرت کی غرض صرف یہ تھی کہ سلمانؑ کا مافی الضمیر معلوم ہو جائے۔ آپ نے عرض کی کہ ابتدا ابو فضیل عبدالعزیٰ سے کیجئے جو ابو جحافہ کا بیٹا ہے اور جو عربوں میں تعمیر خواب میں شہرت رکھتا ہے عرب تعمیر خواب کو غیب کی ایک قسم سمجھتے ہیں اور اس پر اعتماد تمام رکھتے ہیں اس کے علاوہ وہ نفس عربوں کی تاریخ اور اسباب و وقائع سے باخبر ہے نیز ان کے بچوں کا معلم بھی ہے وہ لوگ اپنے معاملات میں مشورت کرتے ہیں اور اس کے دوسروں کا ان کے دلوں پر اثر ہے۔ اگر یہ شخص آپ کے ہاتھوں مسلمان ہو گیا اور آپ کی رسالت پر ایمان لے آیا تو آپ کی نبوت کی آواز تمام عرب میں گونج اٹھے گی ان اعرابوں کے دل نرم پڑ جائیں گے اور ہدایت کے لیے مستعد ہو جائیں گے اور اگر کسی دوسرے شخص سے ابتدا کہیں گے تو دشمنی ہو جائے گی۔ جب یہ رات آنحضرت امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالب

اور جناب ابو طالب کے سامنے پیش ہوئی تو انھوں نے بھی سلمان کی رائے سے اتفاق کیا آنحضرت نے حضرت ابوبکر سے ملاقات کی اور تدریجاً کانائین قلب کر کے انھیں اپنی طرف مائل کر لیا اور ان کے نام ابو الفضیل اور عبدالعزیٰ کو تبدیل کر کے ابوبکر و عبد اللہ رکھا۔ آنحضرت ہمیشہ اصحاب کے جمع میں فرمایا کرتے تھے ما سبقکم ابوبکر یوم ولا صلوة و لکن نشئتی و فی صدیہ ابوبکر نے تم پر روزہ و نماز کے سبب سبقت نہیں کی اس کی سبقت سبب ایک شخص کے تھی جس کا وقار اس کے دل میں بیٹھا ہوا تھا اور حضرت کی محبت ریاست تھی (مجالس المؤمنین ص ۸۷/۸۸)

یہ سب حضرت ابوبکر کے سابق الاسلام ہونے کی حقیقت جس پر لوگوں کو بڑا ناز ہے اور یہ ہے جناب سلمان فارسی کی اسلامی سبقت کہ آنحضرت فرماتے ہیں ما کان سلمان جوسیا و لکنہ کان مظلوم لشرک و مضطرب لایمان سلمان کہیں مجوسی نہیں تھے بلکہ وہ ظاہر میں مشرک اور باطن میں مومن تھے علامہ صدوق نے اکمال الدین میں کہا ہے کہ سلمان مدینے زمین پر طلب حجت میں پھرتے رہے ایک عالم سے دوسرے عالم اور ایک فقیر سے دوسرے فقیر سے محضی علوم میں بحث اور اخبار سے استدلال کرتے تھے چار برس سے قیام قائم سیر اولین و آخرین حضرت محمد مصطفیٰ کے منتظر تھے یہاں تک کہ آپ کو ان کی ولادت کی بشارت دی گئی۔

ایک روز کسی شخص نے حضرت امیر المؤمنین سے جناب سلمان کے بدلے میں سوال کیا آپ نے فرمایا اس کا الیمان کا کیا کہنا اس کی طینت

بہاری طینت سے ہے اور اس کی روح جاری روح سے ہے خدائے اس کو اول و آخر اور ظاہر و باطن کے علم سے شخص فرمایا ہے اے شخص ایک دن میں خدمت رسول خدا میں حاضر ہوا سلمان بھی اس وقت موجود تھے ایک مرد عرب آیا اور ان کو ان کی جگہ سے ہٹا کر بیٹھ گیا حضرت رسول خدا کو غلط آگیا فرمایا اے شخص تو نے اس شخص کو ہٹایا ہے جس پر جبرئیل امین خدا کا سلام میرے پاس لاتے ہیں تو نہیں جانتا سلمان ہم سے ہے جس نے اس پر ظلم کیا اس نے ہم پر ظلم کیا جس نے اسے اٹھایا اس نے مجھے اٹھایا جس نے اس کو اپنے پاس بٹھایا اس نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اے نبی سلمان کے بارے میں دھوکا نہ کھا خدائے مجھے حکم دیا ہے کہ میں سلمان کو لوگوں کی موت کے اوقات اور ابتلاآت سے آگاہ کر دوں اور وہ امور تعلیم کروں جو حق کو باطل سے جدا کرتے ہیں اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ میرا یہ کخیال نہیں تھا کہ سلمان ایمان کے اس درجہ پر فائز نہیں ہیں بلکہ صرف اتنا بلو بھینچا چاہتا ہوں کہ کیا وہ مجھے مجوسی (آتش پرست) نہیں تھے؟ فرمایا اے نبی تو عجیب عقل کا آدمی ہے تجھ سے برابر سلمان کے فضائل بیان کر رہا ہوں اور تو بھی کہے جا رہا ہے کہ سلمان مجوسی تھے اور بے عقل وہ مجوسی نہ تھے بلکہ مشرک کو تھیسا طور پر ظاہر کرتے اور ایمان کو پوشیدہ رکھتے تھے (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)

سید المصطفیٰ امین خیدر بن علی الاملی نے کتاب مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ جناب سلمان آنحضرت کی جستجو کرتے ہوئے مکہ تک پہنچے اور مشرف باسلام ہو کر زمرہ ہاجرین میں شامل ہو گئے تھے (مجالس المؤمنین ص ۸۷)

تازہ تاریخ گزیدہ میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا انا سابق العرب و صہیب سابق الروم و سلمان سابق الفرس و بلال سابق الحبش۔ سابقین اسلام چار ہیں میں عرب میں صہیبؓ روم میں سلمانؓ فارس میں اور بلالؓ حبش میں۔

آپ وصی عیسیٰ تھے۔ سلمان نے کبھی سورج کو سجدہ نہیں کیا بلکہ وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سجدہ ریز رہتے تھے ان کی نماز کے لیے مشرق کی سمت قبلہ قرار دی گئی تھی ان کے والدین یہ سمجھتے تھے کہ وہ سورج کو سجدہ کر رہے ہیں حالانکہ ایسا نہ تھا اور جناب عیسیٰ پیغمبر کے وصی تھے آپ کی وصایت اس طرح کی تھی جیسے پیغمبر اسلام نے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے بارے میں جناب ام سلمہ کو وصی بنایا تھا اور امام حسین نے اپنی بیٹی جناب فاطمہ کبریٰ یا بروایت دیگر اپنی نانی جناب ام سلمہ کو، امام زین العابدین علیہ السلام کے حق میں اپنی جانب سے وصی قرار دیا تھا کہ یہ تبرکات میری شہادت کے بعد میرے فرزند زین العابدین کو پہونچا دینا جس طرح جناب ابوطالب وصی ابراہیمؑ و اسمعیلؑ تھے یعنی وہ ان کی کتابوں کے محافظ تھے جناب سلمانؓ کی وصایت بھی ایک امر خاص میں تھی اور وہ محل لوح اور سلام کا نبی آخر الزماں تک پہونچانا تھا اور ایک وقت میں بہت سے وصی ہو سکے ہیں۔ (نفس المؤمن فی فضائل سلمان)

عہد اس وصایت کے تفصیلی حالات دیکھو ہماری کتاب "ام سلمہ"

اسلام میں غلامی کا تصور و مسلمان کے مراتب کی روشنی میں

اسلام سے قبل عرب جگہ لوری دنیا میں غلامی کا رواج عام تھا اسلام نے اس کو یک لخت تو ختم نہیں کیا مگر غلامی کے سدباب کے لیے وہ حکیمانہ تدابیر پیش کیں جن سے رفتہ رفتہ غلامی کا خاتمہ ہو جائے اسلامی فقہ میں جگہ جگہ غلاموں کو آزاد کر دینے کے احکامات اور ان کے بچالانے پر بیش قیمت ثواب و اجر دئے جانے کا وعدہ کیا گیا (روزہ وغیرہ کے کفارہ میں غلام آزاد کرنے کا حکم موجود ہے)

رسول اسلام کی بیش بہا احادیث میں جن میں غلاموں کی آزادی پر ثواب دئے جانے کا وعدہ ہے اگر ان پر کوئی شخص عمل کرے تو وہ یقیناً غلام آزاد کرنے پر آمادہ ہو جائے گا۔ موصوم کا ارشاد ہے کہ جس نے ایک غلام آزاد کیا گویا اس نے ایک نفس کو زندہ کیا اس کے بعد بھی کیا کوئی شخص رکھتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ اسلام غلامی چاہتا ہے اگر اس کے بعد بھی کوئی شخص اسلام پر الزام رکھتا ہے کہ وہ غلامی کا حامی ہے تو یہ مذہب اسلام کی حقیقت سے نا آشنائی کا نتیجہ ہوگا۔ اسلام کی تو بنیاد ہی حریت و آزادی پر رکھی گئی ہے

سب سے پہلے ذرا کلمہ توحید ہی پر نظر کرنی چاہئے اس میں ایسی بات کا اقرار ہے کہ انسان صرف خدا کا غلام ہے اس کے علاوہ دنیا کی کسی طاقت کو اس پر تسلط و اقتدار کا کوئی حق نہیں ہے۔

مسلمان کو غلام بنانے کا حق کسی کو نہیں ہے اس دعویٰ کے ثبوت میں جن مسلمان محمدی کے اظہار اسلام کا واقعہ کا قی ہے آپ زہد خرید غلام ہی تو تھے رسولؐ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

اسلام ہی دنیا کا وہ واحد مذہب ہے جس میں عزت و بزرگی کا مستحق صرف اس شخص کو قرار دیا گیا جو حقیقی و پرہیزگار ہو جو جتنا احکامات اسلامی کا پابند ہوگا اتنا ہی زیادہ یا عزت سمجھا جائے گا خواہ وہ زہد خرید غلام ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ عرض کیا گیا مسلمان غلام تھے گروہ رسے مسلمان کی قرص شناسی جس بیماری جانیں قربان ارشاد ہوتا ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں اور مسلمان ان سب پر فائز ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے دس درجے ہیں مقولہ آٹھ درجوں پر ابودرہ فودرہوں پر اور مسلمان دس درجوں پر فائز ہیں۔ بارگاہ نبویؐ میں آپ کو وہ تقرب حاصل تھا جس پر اکثر لوگوں کو رشک تھا آپ صحابہ کرام کے اس مخصوص زمرہ میں تھے جس کو پیغمبر اسلام سے خاص قربت حاصل تھی۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین) حضرت عائشہ قرآنی ہیں کہ مسلمان کی شب کی تہائی کی صحبت، آنحضرتؐ کے پاس اتنی طولانی ہوتی کہ سہم لوگ (ازواج) کو خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں ہماری باری کی رات

اسی نشست میں نہ گزر جائے۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۱۱، اہل کتاب صحابہ و تابعین) امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہماری طینت علیین سے خلق ہوئی اور ہمارے شیعوں کی طینت کو اس سے ایک درجہ پست کر کے پیدا کیا گیا مسلمان ہمارے شیعوں میں سے ہے اور مسلمان لقمان سے بہتر ہیں۔

ایک دن جناب مسلمان خدمت پیغمبر میں حاضر تھے کہ ایک یہودی عالم عبداللہ بن صوریہ بھی وہاں آ گیا اور باتوں باتوں میں بگڑ بگڑ کرتے لگا لگا کر اس جبرئیل ہمارا دشمن ہے آپ نے فرمایا جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ میکائیل کا دشمن ہے اور جو ان دونوں کا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے خدا نے اس قول کی تصدیق میں دو آیتیں نازل فرمائیں۔

(۱) قل من کان عدواً لجبرائیل فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ مصداقاً لما بین یدیه وھدی و بشیری للمؤمنین۔ اے رسولؐ کہدو کہ جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے اس قرآن کو تمہارے دل پر اتارتا ہے جو ان کتابوں کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس سے پہلے نازل ہو چکی ہیں اور مومنوں کو ہدایت کرنے والا اور بشرات دینے والا ہے۔

(۲) من کان عدواً للذی وصلیٰ لکتابہ ورسولہ وجبرائیل و میکائیل فان اللہ عدواً لکافرین جو شخص اللہ اور اس کے ملائکہ اور مرسلین اور میکائیل کا دشمن ہے تو اللہ بھی کافروں کا دشمن ہے۔

سیدالسطحی نہیں جانتے تھے بلکہ ان کی نظر میں ابوسفیان سیدالسطحی تھے جو
دین و ایمان کا ابتک کوئی ٹھکانا نہیں ملتا۔ حضرت ابوبکرؓ ان کو سید
کہتے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کی منزلت، وقعت اور وقار بھی سرکار رسالت کی
میں اس روایت سے ظاہر ہے۔ آپ نے جہاں جہاں فرمایا کہ یہ وہ چار
ہے (مسلمان وغیرہ جس کی تار و عنق سے خداوند عالم حضرت ابوبکرؓ سے تار
ہوا اور کوئی پاس حرمت ان کی سابقہ اسلامی و معیت غارِ یحییٰ و
وحدیت و رضوانیت وغیرہ وغیرہ نہیں کیا اور آپ کی صدیقیت صحابہ کی
جماعت کے مقابلہ میں بالکل ملحوظ نہیں ہوئی۔

تاریخ اصحاب میں ہے کہ سلمان سردار صحابہ تھے۔

(تاریخ اصحاب فقہی ص ۳۵۷)

اسلام میں عمل کی اہمیت

ادبِ آپ کی خاندانِ اہلبیت میں شمولیت

قریب اسلام جو دنیا کے لیے پیغام امن و سلامتی لیکر آیا تھا آج خود
اس کے ماننے والوں میں بدامنی پھیلی ہوئی ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان
کے خون کا پیا سا ہے ایک خاندان دوسرے خاندان کو تباہ کر دیتے ہیں
آبادہ ہے ایک ملک دوسرے ملک کے مال و دولت پر نظر میں جائے
بیٹھا ہے آخر کوئی بتا سکتا ہے کہ اسلام جس بیماری کو دور کرنے کے لیے
معالج کی حیثیت سے ظاہر ہوا تھا اب وہ خود اس مرض میں مبتلا کیوں ہوا
اس کا مختصر سا جواب یہ ہے کہ بدامنی اور فتنہ و فساد کا اصل سبب
جذبہ منافرت ہے اور نفرت پیدا ہوتی ہے امتیازِ باہمی سے اسلام جس تیز
یاہمی کا خاتمہ کر رہا تھا آج مسلمانوں نے پھر اس کو اپنا لیا ہے نتیجہ میں وہ
دنیا کی پست سے پست قوم بن کر رہ گئے ہیں

امتیاز اگر انفرادی ہوگا تو افراد میں جذبہ منافرت پیدا ہوگا اور اگر
اجتماعی ہوگا تو جماعتوں سے نفرت پیدا ہو جائے گی جس کے باعث جماعتیں
ایس میں برسریکار ہوں گی جو دو ملکوں کے آپس میں جنگ کا سبب بنے گی

آپ نے فرمایا اس بات پر کہ میں سید ہوں آل رسول ہوں لہذا میں غیر رسالت سے بہتر ہوں بس امتیازی جذبہ کے جنم لیتے ہی دوسرے کی پستی اور پھر اس سے نفرت کا خیال پیدا ہو گا جو آئین میں مگر آؤ کا سبب بنے گا عرب قوم کو فخر ہے کہ ہم دنیا کی معزز ترین قوم ہیں صرف اس لئے کہ آنحضرتؐ ہمارے ملک میں پیدا ہوئے اور خانہ کعبہ ہمارے ملک میں ہے جو دنیا کے مسلمانوں کا قبلہ ہے لہذا ہمارے مقابلہ میں سب مسلمان پست ہیں اب مسلمان ملکوں میں نفرت پیدا ہوگی جن کا لازمی نتیجہ تصادم ہے اور جنگ کا لازمی نتیجہ بے عملی ہے چونکہ جو دماغ جنگی تہذیب میں صرف ہو رہا ہے وہ کسی دوسری طرف توجہ کر ہی نہیں سکتا۔

قرآن اس امتیاز یا ہم سے انسانی معاشرہ کو بچانے کے لیے یہ پیغام لیکر آیا تھا انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوباً وقبائل لنتعارفوا ہم نے تم کو اور عورت کی صورت میں پیدا کیا اور مختلف خاندانوں اور قبائل میں اس لیے قرار دیا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو یعنی ناموں کے مشترک ہونے کی وجہ سے شہ نہ ہو ان اگر مکہ عند اللہ اتفاقاً لگن تم میں سب سے زیادہ بزرگ اور باعزت وہی شخص ہے جو سب سے زیادہ قرظی شراس ہو۔ مسلمانوں نے اس پیغام کو بھلا دیا اور پھر ایام جاہلیت کی اس عصبیت کی طرف پلٹ گئے جو ان کی پستی اور ذلت کا سبب بنی اس طرح انہوں نے بذات خود عملی ترقی کے راستوں کو بند کر لیا ہے اور عملی حیثیت سے بے حس بہتے چلے جا رہے ہیں۔

پیغمبر اسلام نے ملکی اور خاندانی امتیاز کو یہ مکر یا اطل کر دیا تھا کہ عرب کے رہنے والے کو عجم والے پر اور قریشی کو غیر قریشی پر کوئی فخر نہیں ہے نہ صرف تو لا بلکہ عملاً بھی۔

جناب سلمان ملک فارس کے رہنے والے تھے لیکن اتنا قریب کیا کہ سلمان سنا اهل البیت (سلمان ہم اہلبیت سے ہیں) کہہ کر یا آپ ایمان لانے کے بعد انما المؤمنون اخوة کے رشتہ میں شلک ہوئے اور عملی سبقت حاصل کر کے مشیر مقصد رسالت اور شریک خاندان ہو گئے۔

سلمان منا خاص ہے فرمان احمدی

داخل ہیں اہلبیت میں سلمان فارسی

جناب سلمان نے اگرچہ ڈھلی عمر میں اظہار اسلام کیا تھا لیکن پھر بھی وہ اسلامی فوج کے ایک نامور سپاہی تھے ہجرت کے بعد جب غزوات کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ ہر موقع کر میں پیش پیش رہے کبھی اپنے کو میدان کارزار میں جانے سے بچایا نہیں کبھی دشمنوں کی کثرت کو دیکھ کر گھبراتے نہیں، جب اسلامی فوج کوچ کر تی اور سوار یوں کی کمی ہوتی تو یہ بوڑھا مگر جوان ہمت جابدمیسلوں یا پیادہ چلنے کے لیے تیار ہو جاتا نہ بھوک کی شکایت نہ پیاس کا گلہ نہ تھکاوٹ کا احساس نہ عقب کا غم، ایسا فی جوش میں جو قدم اٹھانا آگے ہی کو اٹھتا۔

چونکہ بہت سی سلطنتوں کے تجربے آپ کے سامنے تھے لہذا جنگی معاملات میں آپ کی رائے نہایت ہماکت ہوتی تھی چنانچہ ۵ھ کے ابتدائی ماہ حیران میں کفار قریش مع یہودیوں کے دس ہزار افراد پر مشتمل لشکر لیکر مسلمانوں کے

مقابلہ کی غرض سے جانب مدینہ روانہ ہوئے تو خداوند عالم نے جبرائیل کے ذریعے اس لشکر کے آنے کی خبر اپنے رسول کو دی اور اس امر میں اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ آنحضرت نے اصحاب کو جمع کر کے کفار قریش اور یودولہ کے دس ہزار لشکر آنے کی خبر دی اور اس امر میں مشورہ فرمایا اصحاب یہ سن کر دم بخود ہو گئے لیکن جناب سلمان نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اہل فارس کا دستور یہ ہے کہ اگر دشمن قوی ہمارے ملک پر حملہ کرے تو ہم شہر کے چاروں طرف خندق کھود کر اپنی حفاظت کرتے ہیں لہذا اگر آپ بھی مدینہ کے چاروں طرف خندق کھود ڈالیں تو زیادہ بہتر ہے جبرائیل نے بھی یہ رائے آپ کی پسند کی رسول نے اپنے اصحاب کو شہر مدینہ کے چاروں طرف خندق کھودنے کا حکم دیا اور خود بنفس نفیس بھی خندق کھودنے میں مشغول ہوئے ہر قبیلہ اور جماعت کو زمین نامیہ کر دی گئی اور خندق کھودنے کی تاکید کی۔

سلمان نامی نہمانی لکھتے ہیں کہ سلمان ایرانی ہونے کی وجہ سے خندق کے طریقہ سے واقف تھے انھوں نے رائے دی کہ کھلے میدان میں نکل کر مقابلہ کرنے میں مصلحت نہیں ایک محفوظ مقام میں لشکر جمع کیا جائے اور گرد خندق کھود کر جائے خندق دراصل فارسی کندہ کا معرب ہے جس کے معنی کھودے گئے کے ہیں کاف ر خ اسے اور ہائے ہوزہ ا قاف سے بدل گئی ہے جس طرح پیادہ میدان میں ہو گیا ہے تمام لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور خندق کھودنے کے آلات جمع کیے گئے۔ (سیر فالسی ج ۲ ص ۱۱۴) ہر دس آدمیوں پر چالیس گز خندق مقرر ہے مگر یہ سلمان تھے جو لگے دس آدمیوں کے برابر کام کر رہے تھے آپ کی یہ بہت نظر

کرنے کے قابل نہیں کہ خندق کھود رہا تھا تو اس کے کھودنے میں آپ نے بہت زیادہ حصہ لیا نیز مدبر آں جب کوئی میا ہی کھودتے کھودتے تھک جاتا تو آپ اس سے فرماتے تم خدا دیر دم لے لو میں تمھارے بدلے کھودتا ہوں بہت کم لوگ ایسے تھے جن کو آپ نے مدد نہیں دی اس فحنت و مشقت اور عالم پیری کے ساتھ اتنا اضافہ اور کر لیجئے کہ آپ روزہ سے تھے لیکن کیا ممکن جو حرف شکایت زبان پر آجاتا یہ تھے اسلام کے سچے غازی اور محروش سپاہی جن کی حمایت پر اسلام کو ناز ہے۔

ہر جماعت کو سلمان کی ہدایت و ہمت اور محنت و مشقت دیکھ کر خواہش ہوئی کہ آپ کو اپنے میں داخل کیے مگر آنحضرت کے صلحے یہ مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا سلمان منا اہل البیت سلمان تم میں سے نہیں بلکہ ہمارے اہل بیت سے ہیں۔

خندق کھود کر تیار ہو گئی لشکر قریش و یہود جن کے سردار عمرو ابن عبدود، ابو سفیان و نوقل و عکرمہ اور ابولہب وغیرہ تھے دس ہزار لشکر کے ساتھ وارد ہوئے اور چاروں طرف خندق دیکھ کر تعجب ہوئے اور کہتے تھے کہ یہ عربوں کا کام نہیں بلکہ اسی بوڑھے سلمان فارسی کا کام ہے عرب کے لوگ اس سے بالکل ناواقف ہیں یہ طریقہ عرب میں آج تک جاری نہ تھا بالآخر لشکر اسلام کو کفار و مشرکین پر کامیابی حاصل ہوئی اگر آپ کی رائے پر عمل نہ کیا جاتا تو اسلام کو ناقابل برداشت نقصان کا اندیشہ تھا۔

وہ تھی سلمان کی اصابت رائے ان کا ہوش و ہمت و ہدایت

اور یہ تھی سرکار رسالت کی قدر دانی کہ اسے اہل بیت میں شامل فرمایا کا
مسلمانوں میں وہ جذبہ عمل پیدا ہو جائے جو مسلمان نہیں تھا اور وہ اس بلند اخلاقی
اور پھر وہی کو اپنالیں اور اس پر عمل کرتے کی سعی فرمائیں جو رسول نے پیش
تو دنیا بچائے فتنہ و فساد کے امن و سلامتی کا گوارہ بن جائے۔

آپ کی مدح و ثنا میں ایک عربی شاعر کتا ہے

کانت مودک مسلمان لہ نسبا

ولہ لیکن بین فوج وانبد رحما

یخاب سلمان کی محبت کی وجہ سے ان کو نسب حاصل ہو گیا اور حضرت نوح
ان کے فرزند کے درمیان کوئی رشتہ نہیں رہا یعنی حضرت سلمان نے خدا اور
سے محبت کر کے ان کی اطاعت کی تو اسلام میں آپ کا یہ درجہ ہو گیا کہ حضرت
خدا نے اپنے خاندان میں شامل کر کے فرمایا مسلمان منا اہل البیت اور فرزند
نوح نے خدا اور رسول کی مخالفت کی تو اس رشتہ سے الگ کر کے نکال دیا گیا
(مجلس المؤمنین ص ۱۱۱)

پیغمبر اسلام کا فرمان مسلمان منا اہل البیت نہ صرف آپ کا دل
کے لیے وقتی طور پر تھا بلکہ مستقل طور پر اس پر عمل کر کے دکھایا گیا وہ البیت
ساتھ اسی طرح زندگی گزارتے تھے جس طرح ایک خاندان کے افراد گزارتے
وہ مجمع رسالت کے پروانے اور خدمت گزار حضرت ہونے کے ساتھ اہل بیت
کے سچے محب اور آل رسول کے مونس و ہم خوار بھی تھے وہ معصومہ عالمیان
گھرانے حسین علیہم السلام کا بھولا بھلا تے سیدہ کی چکی پیستے فرزند ان

بے ستر بچھلتے ان کی انگلی پکڑ کر بڑے فخر و مباہات کے ساتھ دینہ کی گلیوں
میں لیے پھرتے تھے خاندان البیت کے ساتھ آپ کی یہ محبت آخروم تک باقی
ہی آپ کو عمر بھر اس پر ناز رہا کہ وہ آزاد کردہ رسول ہیں۔

(دینی کہانیاں حصہ چہٹا)

اسی طرح خاندان البیت کو بھی آپ سے اس قدر محبت و الفت تھی کہ
ان کو کوئی شخص سلمان فارسی کہہ دیتا تو بار خاطر ہوتا تھا شیخ اجل ابو جعفر طوسی
فرمانند مشہد نے کتاب امالی میں مفسر بن روح سے روایت کی ہے کہ انہوں
نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولانا میں آپ سے سلمان فارسی کا
تذکرہ زیادہ سنتا ہوں اس کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سلمان فارسی نہ کو
بلکہ سلمان خموی کو اور سلمان کا ذکر کثرت سے کرنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ تین فضیلتیں
رکھتے ہیں اول یہ کہ انہوں نے اپنا نفس امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کے
اختیار میں دے دیا تھا دوسرے یہ کہ وہ مالک اور صاحبان دولت و ثروت
کے مقابلہ میں فقرا، اور مساکین کو زیادہ دوست رکھتے تھے اور خود کو انہوں نے
ان کے سیر و کردار کا تیسرے یہ کہ وہ علم اور علمائے محبت کرتے تھے سلمان خدا
کے صالح بندہ تھے اور کئے مسلمان تھے۔ (مجلس المؤمنین ص ۱۵۵)

ایک دن امام جعفر صادق کے سامنے آپ کا ذکر آ گیا کچھ لوگ حضرت جعفر
طیار پر سلمان کو ترجیح دینے لگے ابو بصیر بھی موجود تھے انہوں نے کہا اے سلمان
کو جعفر طیار پر کیے فضیلت حاصل ہو سکتی ہے وہ پہلے موسیٰ تھے پھر سلمان ہونے
پر تھے ہی امام کو غصہ آ گیا فرمایا اے ابو بصیر چپ رہو تم اس بات کو نہیں جانتے

بیشک جعفر کو خدا نے پیر تیرے بخشا ہے کہ وہ ملائکہ کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتا ہے لیکن سلمانؓ بھی وہ شخص ہیں جن کو خدا نے جوسے ہونے کے باوجود علوی اور فارسی ہونے کے باوجود فرشتے بنا دیا ہیں سلمانؓ پر خدا کی رحمت نازل ہو۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)

فضل بن عیسیٰ الہاشمی سے روایت ہے کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ کیا سلمان منا اهل البيت رسول خدا کا قرآن ہے؟ آپ نے جواب دیا بیشک یا میں نے پوچھا کیا وہ عبدالمطلب کی اولاد سے ہیں آپ نے فرمایا سلمان ہم اہلبیت سے ہیں میں نے معلوم کیا کیا اولاد ابی طالب سے ہیں آپ نے پھر فرمایا سلمان ہم اہلبیت سے ہیں میں عرض کیا مولا میں سمجھا نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے عیسیٰ میں خوب سمجھتا ہوں میں وہ ہم اہلبیت سے ہیں پھر آپ نے اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا اور فرمایا کہ اللہ نے ہماری طینت کو علیین (بہشت) اے خلق کیا اور ہمارے شیعوں کی طینت کو بھی اسی سے بنایا ہے اور ہمارے دشمنوں کی طینت سمین (وہ مقام کہ گنگا رول پر عذاب ہوتا ہے) اے اور ان کے متبعین کی طینت کو بھی آسمان سے خلق کیا ہے اور وہ ان سے ہیں پھر فرمایا کہ سلمان تمہارے بن

ہیں (نقص الرحمن)

عمر نامہ رسول۔ جیسا کہ تحریر کیا جا چکا ہے کہ آپ سے آنحضرتؐ کا کمال درجہ محبت تھی اور اس کمال محبت کا اقرار آپ نے اپنے خاندان میں کمال کا اعلان فرما کر کیا اور اسی کمال محبت کا یہ اثر تھا کہ آنحضرتؐ نے قبیلہ سلمان

کے لیے ایک خاص عمر نامہ لکھ کر آپ کو عطا فرمایا تھا تاکہ وہ اپنے قبیلہ کو دیریں وہ عمر نامہ یہ ہے۔

کتاب رسول اللہ عہد الحی سلمان بگادزون ہذا کتاب من محمد بن عبد اللہ سئلہ الفارسی سلمان وصیۃ باخیاہ مہاد بن قروخ بن صہیار و اقاربہ و اہلبیتہ و عقبیہ ما ثنا سلوا من اسم منہم و اقاسو علی دینک سلام اللہ احمد اللہ الیکم ان اللہ امرنی ان اقول لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ اقولہا و امر الناس بھا و الا امرک للہ خلقہم و ما تمہم و ہونیشہم و الیہ المصیر ثم ذکر قید احترام سلمان الی ان قال و قدرفت عنہم جزا الناصیۃ و الحن بیتہ و الخمس و العشر و سائر المون و الکفالت فان سلوا کم فاعطوہم طان استغاثوا کم فاعینوا ہم و ان استجاروا لکم فاجیروا ہم و ان اساءوا فاعف و الہم و ان اساء الہم فاستعوا عنہم و لبعطوا من بیت مال المساکین فی کل سنتہ ما تہلے حلتہ و من الا و اتی ما ذہ فقد استحق سلمان ذالک من رسول اللہ ثم دعا لمن عمل بہ و دعا علی من اذہم و کتب علی ابن ابی طالب۔

(نقص الرحمن)

ایک بار جناب سلمان کو یہ خواہش ہوئی کہ ان کے قبیلہ کے متعلق جو کارزوں میں مقیم تھا آنحضرتؐ ایک عمر نامہ تحریر فرمادیں چنانچہ اس خواہش کو بخوشی منظور کیا گیا اور وہ عمر نامہ اس صورت سے تحریر ہوا۔

واموالعمرفی الارض الی یقیوم فیها سھلھا وجبھا وسوعھا وعبوتھا
غیر مظلومین ولا مضیقاً علیہم فمن قر علیہ کتابی هذا من المؤمنین
والصومات فعلیہ ان یحفظہم ویکرمہم ولا یتعرض لھم الا ذی
والمکروه ورفعت عنہم حرماننا و الجتیتة والحس والعشرا الی
سائر المومن والکف شمران سئلوا کم فاعطوا ہم وان استغاثوا
بکم فاعینوا ہم وان استجاروا بکم فاجروا ہم وان اساءوا فافتوا
لھم وان اسى الیہم وامنعوا عنہم ولھم ان یعطوا من بیت
المال فی کل سنة مائة حلۃ فی شھر رجب ومائة فی الاضیحة
فقد استحق سلمان ذالک منا ولا ان فضل سلمان علی کثیر من المؤمنین
وانزل فی الوحی علی ان الجنة الی سلمان اشوق من سلمان الی الجنة
دھو ثقتی واسیتی و تقی، تقی و ناصح لرسول اللہ والمؤمنین وسلمان
منا اهل البیت فلا تخافن احد هذه الوصیة اللہ ورسولہ و
علیہ لعنة اللہ الی یوم الدین وھن اکرمھم فقد اکرمتہ ولہ عند اللہ
التواب ومن اذا ہم فقد اذانی وانا حصمة یوم القیامة جزائک تار
جھنم و بؤت منھم ذمتی والسلام علیکم وکتب علی ابن ابی طالب
یا مورسول اللہ فی رجب تسع من الهجرة سلمان و ابوذر وعمار
وبلال والمقدادہ جماعتنا خیر من المؤمنین انھی .

ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ تحریر محمد بن عبد اللہ صلعم کی ہے جس کی
درخواست سلمان نے اپنے بھائی ماباد بن فرخ بن ہبیار اور اس کے

آقارب و اہل بیت اور ان لوگوں کیلئے ہے جو ان کی نسل میں ہوں اور اسلام
لائیں اور اپنے دین پر قائم رہیں، اکی بے میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اس نے مجھے
حکم دیا ہے کہ میں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہوں میں لوگوں کو اس کا
حکم دیتا ہوں کہ تمام مخلوق اللہ کی مخلوق ہے اور تمام امور اللہ کے حکم کے تابع ہیں
میں جس نے ان کو پیدا کیا اور ان کو مارے گا اور پھر زندہ کرے گا اور اسی
کی طرف بازگشت ہوگی اور ہر امر نازل ہو جائے گا (سوائے امر الہی کے) اور
اے ہر چیز فنا ہو جائے گی اور ہر نفس موت کا مزد چکھے والا ہے جو اللہ اور
اس کے رسول پر ایمان لے آئے گا اور آخرت میں راحت و آرام پائے گا
اور جو اپنے پرانے دین پر قائم رہے گا تو اس کو ہم نے آخرت کے دن کے لیے
چھوڑ دیا ہے وہ خود اس کی سزا پائے گا، اس لیے کہ دین کے معاملہ میں تدبیر ہوتی
نہیں ہے بس یہ تحریر ہے سلمان کے اہلبیت کے لیے وہ چاہے ہموار زمین میں
آباد ہوں یا چٹانی علاقوں میں اور جابہ چراگا ہوں میں بسے ہوئے پرل
یا چٹانوں کے کناروں پر ان کے اموال اور ان کی جانیں میری اور خدا کی پناہ
میں ہیں ان کے اوپر ظلم نہ کیا جائے اور نہ زمین ان کے لیے تنگ کی جائے بس
جو شخص بھی مومنین و مومنات میں سے میری اس تحریر کو پڑھے اس پر لازم
ہے کہ ان قبیلہ سلمان کی حفاظت اور ان کا اکرام کرے اور ان کو اذیت
و تکلیف نہ ہونے دے اور میں نے ان سے موٹے پیمانے کا ترشواتا اور مزہ
اٹھایا ہے اور خمس و عشر اور تمام ٹیکس معاف کر دیے ہیں اگر یہ لوگ تم سے کچھ
انگلیں تو انے مسلمانوں کو دو اور اگر وہ مدد چاہیں تو ان کی مدد کرو اور اگر

پناہ چاہیں تو ان کو پناہ دو اگر کوئی خطا کریں تو بخش دو اور اگر کوئی
 صلہ کرے تو اس کو روکو اور مسلمانوں کے بیت المال سے ہر سال ان کو
 کپڑے کے ماہر جیب میں اور سو ماہ ذی الحجہ میں دو کیونکہ سلمان
 طرف سے ان رعایتوں کے مستحق ہیں اور سلمان کے فضائل دوسرے مومنین
 متقابلہ میں بہت زیادہ ہیں مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ جنت سلمان کی
 ہے وہ میرے مقصد اور امین ہیں وہ ایک دیکھو اور متقی و پرہیزگار ہے
 اللہ کے رسول اور مومنین کے خیر خواہ ہیں سلمان ہم اہل بیت سے ہیں
 شخص اس وصیت نامہ خدا اور رسول کی مخالفت کرے گا وہ قیامت کے
 خدا کی لعنت کا مستحق ہوگا اور جس شخص نے ان لوگوں کی عزت کی اس
 میری عزت کی اور وہ اللہ کی طرف سے ثواب کا مستحق ہوگا اور جس شخص
 ان کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی قیامت کے دن میں اس شخص
 ہوں گا اور اس شخص کی جزا آتش جہنم ہوگی جس میں اپنے عہد سے
 ہو گیا۔ والسلام علیکم۔

اس عہد نامہ کو امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے لکھا
 خدا ماہ رجب ۹ھ میں سلمان، ابوذر، عمار، بلال، مقداد اور ان کے
 دوسرے مومنین کی موجودگی میں تحریر فرمایا۔ (تاریخ کزیدہ ص ۱۲۷)

سلمان منا اہل البیت سے ان کی عصمت و طہارت پر
 علامہ شیخ الموصیٰ محمد بن محمد العزنی نے حدیث سلمان منا

حضرت سلمان محمدی کی عصمت و طہارت پر استدلال کیا ہے اور کتاب فتوحات
 میں ایک مقام پر فرمایا ہے کہ چونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اللہ کے عبد خالص تھے امد اللہ نے آپ اور آپ کے اہل بیت کو ایسا پاک کیا
 جیسا کہ پاکیزگی کا حق تھا اور ان سے ہر برائی کو دور کیا جس ان اہلبیت
 کی طرف پاک و پاکیزہ چیز ہی منسوب کی جاسکتی ہے اور ایسا ہوتا ہے ضروری
 تھا اس لیے کہ جو چیز بھی ان کی طرف منسوب ہوگی اگر عیب دار ہوگی تو وہ
 ان کے لیے باعث نقص و عیب ہوگی اس لیے اہل بیت اپنی طرف ایسی ہی
 چیز کو منسوب کر سکتے ہیں جس کے بارے میں حکم طہارت و تقدیس ہو جس یہ نبی
 صلعم کی طرف سے سلمان کے لیے ان کی طہارت و حفاظت الہی اور عصمت
 پر شہادت و گواہی ہے اس لیے کہ آپ نے ان کے لیے فرمایا ہے سلمان منا
 اہل البیت اور اللہ نے اہل بیت کی طہارت اور ان سے ہر طرح کی نجاست
 دور ہونے پر شہادت دی ہے اس لیے اہل بیت کی طرف مطہر و مقدس چیز
 ہی منسوب ہو سکتی ہے جب جناب سلمان فارسی کا یہ حال ہے تو تمہارا عیب
 علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں کیا خیال ہے۔ (مطلب یہ ہے کہ وہ کس
 بہتر و افضل ہیں) (مجلس المومنین ص ۱۷)

سلمانؓ محمدی آیات قرآنی کی روشنی میں

وہ آیات جو حضرت سلمانؓ کی شان میں نازل ہوئی ہیں یا جن سے آپ کی مدح و ثنا کا اظہار ہوتا ہے مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اد اصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداوة والعشي يريدون وجهك ولا تعد عينك عنهم تنريدن الحياة الدنيا ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذكرنا واتبع هواه وكان امره فرطاً
(الكهف ۱۶۷)

ترجمہ: اے رسولؐ جو لوگ اپنے پروردگار کو صبح سویرے اور شام کے وقت یاد کرتے ہیں اور اسی کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کے ساتھ تم خود بھی اپنے نفس پر صبر کرو اور ان کی طرف سے اپنی نظر (توجہ) نہ پھیر لو کہ تم دنیا میں زندگی کی آرائش چاہتے ہو اور جس کے دل کو ہم نے دکھایا جو اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش نفسانی کے پیچھے پڑا ہے اور اس کا کام

سراسر زیادتی ہے اس کا کہنا ہرگز نہ ماننا۔
اصحاب رسولؐ اکثر پریشان ہی رہا کرتے تھے حضرت سلمانؓ جو بڑے موزن اور قرب بارگاہ صحابی تھے ان کے پاس ایک اونٹنی چادر تھی اسی سے سب کام

لیتے ضرورت کے وقت اسی میں کھانا بھی باندھ لیتے اسی کو اور پھر بھی لیتے ایک دن یہی چادر اوڑھے ہوئے آنحضرت کے پاس بیٹھے تھے گرمی کے دن تھے چادر تو تھی ایک یہودی عنینہ بن حصین آپ سے ملنے آیا تو اسے حضرت سلمان کی چادر کی تصویر معلوم ہوئی، یہاں تک بولی اٹھا کہ جب میں آیا کروں ان لوگوں کو ہٹا دیا کیجئے اس بنا پر یہ آیت نازل ہوئی۔

د حاشیہ ترجمہ قرآن مجید حافظ فرمان علی،

(۲) وبشر المؤمنین اذا ذكر الله وجلت قلوبهم والصابرين على ما اصابهم والملتقى الصلوة ومسا من تفهمين
ترجمہ۔ اسے رسول گرامر گرامر نے والے بندوں کو بہشت کی خوشخبری دیدی وہ لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے خدا کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل جاتے ہیں اور نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں (سورہ الحج ۱۲۷)

اس آیت میں جو صفیں بیان کی گئی ہیں وہ اس خوشخبری کا مستحق مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ منفات بجز آئمہ اور مخصوص چند لوگوں کے میں نہیں پائی گئیں اسی وجہ سے ایک حدیث ابن عباس سے مروی ہے کہ سے مراد علی و سلمان ہیں۔ والہ اعلم بالصواب

د حاشیہ ترجمہ قرآن مجید مولانا فرمان علی اللہ مقامہ

(۳) والذین اجتنبوا الطغوت ان يعبدوها واتابوا الىٰ لهما البشرىٰ فبشر الذين يستمعون القول فيتبعون احسن

لئذ الذين هداهم الله واولئك اولوا الالباب (سورة الزمر ۱۷)
ترجمہ۔ اور جو لوگ بتوں کے پوجنے سے بچے رہے اور خدا ہی کی طرف سے ان کی ان کے لیے جنت کی خوشخبری ہے اسے رسول تم میرے خاص بندوں خوشخبری دیدی وہ بتوں کو جی لگا کر سنتے ہیں۔ اور پھر اس میں سے اچھی بات لے لیتے ہیں یہی لوگ وہ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی اور یہی لوگ عقلمند

ابن جریر اور ابن حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں تین نبیوں کی شان میں نازل ہوئیں زید بن عمرو بن نفیل، ابوذر غفاری اور سلمان اور ابن مردودین نے اس روایت میں زید بن عمر کی جگہ سعید بن زید کو لکھا ہے کیونکہ یہ حضرات حضرت رسول خدا کی بہشت کے قبل بھی لا الہ الا اللہ کے اور بتوں کے پوجنے سے متنفر تھے۔

تفسیر و تفسیر ج ۵ ص ۳۲۲ مطبوعہ مصر

لا یعتب بفضکم بعضا ط ایجب احد کما ان یا کل لحم اخیہ
ترجمہ۔ اور تم میں سے ایک دوسرے کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی اس کو پتہ کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم اس سے باز کرو گے اور خدا سے ڈرو مینک خدا ترانہ قبول کرنے والا عربان ہے۔

ایک دفعہ سفر میں حضرت رسول خدا کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت سلمان و عیوب کی غیبت کی اس کے بعد کھانے کے وقت

(۷) ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لهم جنات الفردوس

قولا (سوملا کہفت)

ترجمہ ۱۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالح کئے، ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہے۔

ابو بصیر سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ

آیت ابو ذر، مقداد، سلمان فارسی اور عمار یا شکر کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا نے ان لوگوں کے لئے جنت الفردوس کو منزل و ماویٰ قرار دیا ہے۔

(۸) اصول کافی میں قول ھدوا الی الطیب من القول وھدوا

الی صراط الحمید کے بارے میں عبد اللہ بن کثیر نے امام جعفر صادق سے

روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ حمزہ، جعفر طیار، عبیدہ، سلمان، ابو ذر،

مقداد اور عمار ہیں جنہوں نے امیر المؤمنین کی طرف ہدایت پائی اس لئے کہ صراط

حمید علی بن ابیطالب ہیں۔ جمع کی ضمیر ان اکابرین کے لئے آئی ہے اور طیب

من القول سے مراد توحید و اخلاص ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ عبیدہ سے

مراد عبیدہ بن المحرز بن المطلب الشہید ہیں جنہوں نے بدر کبریٰ میں شہادت

پائی جب ان کو آنحضرت کی خدمت میں لائے تو آپ نے ان کو دیکھا تو عبیدہ

نے پوچھا یا رسول اللہ میرے مال باپ آپ پر فدا ہوں، کیا میں شہید نہیں

ہوں، تو آپ نے فرمایا: انت اول شہید من اهل بیتی۔ تم

میرے اہل بیت میں پہلے شہید ہو۔

(۹) والذین آمنوا وعملوا الصالحات وامنوا بما نزل

کسی آدمی کو حضرت کے پاس بھیجا تو آپ نے جواب دیا وہ دونوں لوگوں کو خدا

سے خوب بیٹھ بھر چکے ہیں اب سائل نے کہا ہوگا اس نے جا کر ان دونوں سے

بیان کیا تو ان کو ٹری حیرت ہوئی اور دوڑے ہوئے حضرت کے پاس ہو

اور کئے گئے یا حضرت ہم لوگوں نے ایک عرصہ سے گوشت دیکھا تک نہیں کھا

کیسا آپ نے فرمایا اب تک تم دونوں کے دانتوں میں وہ گوشت بھرا ہوا

کیا تم دونوں نے فلاں کی غیبت کر کے اس کا گوشت نہیں کھایا اس پر یہ لوگ

شکرت لائے اور یہ آیت نازل ہوئی! (تفسیر درثور جلد ۶ ص ۱۹۵)

(۵) بسم الله الرحمن الرحيم۔ والعصوان الانسان لفي خسر

الذین آمنوا وعملوا الصالحات وامنوا بما نزل وامنوا بما نزل

ترجمہ۔ وقت عصر کی قسم کہ تمام انسان گھاسے میں ہیں سوائے ان لوگوں

کے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجالائے اور وہ آپس میں ایک دوسرے

کو حق کی وصیت کرتے ہیں اور صبر کی وصیت کرتے ہیں۔ (پارہ ۲۰ ص ۳۰)

ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اس سورہ میں

سے مراد ابو جہل ہے اور الذین آمنوا سے حضرت علیؑ اور سلمانؑ مراد

ہیں۔ (تفسیر درثور ج ۶ ص ۱۳۹)

(۶) قوله تعالى والذین آمنوا والذین آمنوا

الآبیدہ۔ تفسیر قمی میں ہے کہ یہ لوگ نقباء و انصار ابو ذر، مقداد، سلمان

اور عمار یا سب ہیں جو ایمان لائے اور تصدیق رسالت کی اور علیؑ کی ولایت

پر ثابت قدم رہے۔ (نفس الرحمن)

علی محمد (سورہ محمد) وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام بجالائے اس پر ایمان لائے جو محمد پر نازل کیا گیا۔

تفسیر قمی میں اس آیت کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہما نزل علی محمد سے مراد علی ہیں یعنی جو کچھ علی کے حق میں نازل ہوا، یہ آیت سلمان، ابوذر، عمار اور مقداد کی شان میں نازل ہوئی ہے جنہوں نے عہد کو نہیں توڑا اور ولایت امیر المؤمنین پر قائم رہے۔

(۱۰) ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا وكان الله عليها۔

ترجمہ اور جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو ایسے لوگ ان مقبول لوگوں کے ساتھ ہوں گے، جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین اور صالحین وہ ایک دوسرے کے اچھے ساتھی ہوں گے، اور

(قرآن کریم)

اللہ بڑا وقت کار ہے۔ اس آیت میں تبیین سے مراد حضرت محمد تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں تبیین سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ اور صدیقین سے علی ابن ابیطالب ہیں جنہوں نے سب سے پہلے تصدیق رسالت کی اور شہداء سے مراد علی ابن ابیطالب و جعفر طیار حمزہ، امام حسن اور امام حسین ہیں جو شہیدوں کے سردار ہیں والصالحین سے مراد سلمان، ابوذر و صہیب رومی و بلال حبشی اور جناب عمار یا سر ہیں اور حسن اولئك رفيقا کے معنی یہ ہیں کہ جنت میں یہ لوگ ساتھ ہوں گے۔

اور کان اللہ علیہا یعنی خدا منزل علی و قاطمہ اور حسن و حسین کو جانتا ہے۔

(تفسیر قمی)

(۱۱) اذالقولوا آمنا قالوا آمنا (الآیۃ)

ترجمہ یہ یعنی جب منافقین سلمان، ابوذر، مقداد و عمار وغیرہ سے ملتے تھے، تو ان سے کہتے تھے۔ آمنا ہم ایمان لے آئے (سورہ بقرہ تفسیر قمی)

(۱۲) انهم يقولون انما يعلمه بشر لسان الذي يلحدون اليه

عجیبی و هذا لسان عربي مبين

ترجمہ: وہ لوگ (کفار) کہتے ہیں کہ سکھاتا ہے اس (رسول) کو ایک شخص (سلمان، درانحالیکہ جس شخص (سلمان) کی طرف وہ اپنے کفر کی وجہ سے نسبت دیتے ہیں، اس کی زبان عجیبی (فارسی) ہے اور اس قرآن کی زبان بالکل عربی ہے۔ پس کس طرح ان کا قول درست ہو سکتا ہے۔

طبری نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ صحابہ نے روایت کی ہے کہ مراد ان کی سلمان فارسی سے ہے، وہ مشرکین سے کہتے تھے کہ قصص کی تعلیم رسول خدا کو معاذ اللہ سلمان نے دی ہے۔ امام راذی اور دوسرے مفسرین نے بھی لکھا ہے کہ جناب سلمان بعثت سے پہلے مکہ آگئے تھے، اسی وجہ سے کفار آنحضرت پر اتہام لگاتے تھے، کہ جو کچھ جو بھی آپ ماضی کی خبریں اور کلام الہی سناتے ہیں، وہ سلمان سے سیکھتے ہیں۔ پس خدا نے اس کی رد اس قول سے

کی ہے: لسان الذي يلحدون اعجبی و هذا لسان عربي مبين۔

(۱۳) والذين هاجروا و اخرجوا من ديارهم (الآیۃ)

وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے قول باری
 کے بارے میں شیخ جلیل علی ابراہیم قمی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد
 امیر المومنین علی ابن ابیطالب، سلمان اور ابوذر ہیں جن کو نکالا گیا اور
 وہ ہیں جن کو اللہ کی راہ میں اذیت دی گئی۔

(۱۴) اِنْ قُلْ مِنْ كَانْ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَاِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ
 مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدٰى وَبُشْرٰى لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

(ب) مَنْ كَانْ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَصَلَاةُكُمْ وَمَسَلَمَةٌ وَّجِبْرِيلَ
 مِيكَائِيْلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِيْنَ

ایک دن حضرت سلمان خدمت آنحضرت میں حاضر تھے کہ ایک یہودی
 وہاں آیا اور باتوں باتوں میں بگڑا کہ کہنے لگا کہ ملائکہ میں جبرائیل ہمارا دشمن
 ہے۔ جناب سلمان نے کہا جو جبرائیل کا دشمن ہے وہ میکائیل کا دشمن ہے اور
 جو ان دونوں کا دشمن ہے، وہ خدا کا دشمن ہے۔ خدا نے اس قول کی تصدیق
 میں یہ دونوں آیتیں نازل فرمائیں۔ جب آنحضرت پر یہ دونوں آیتیں
 نازل ہوئیں، تو جناب سلمان سے فرمایا۔ اے سلمان، خدا نے تمہارے
 قول کی تصدیق کی اور تمہاری رائے کو صائب قرار دیا۔
 (تفسیر امام حسن عسکری بر حاشیہ تفسیر قمی ص ۱۶)

علمی مرکزیت

محکم بحر علم وکان احسان
 چراغ محفل اصحاب سلمان

”حضرت سلمان محمدی علم اولین و آخرین کے امین تھے۔ آپ کی
 کوششوں سے حدیث کا کافی حصہ اشاعت پذیر ہوا حضرت معاذ بن جبل جو
 خود بھی طبع عالم اور صاحب کمال صحابی تھے ان کے علم کے معترف تھے
 چنانچہ ایک مرتبہ آپ نے ایک شاگرد سے کہا کہ چار آدمیوں سے علم
 حاصل کرنا ان میں ایک سلمان کا نام بھی تھا۔“

(طبقات ابن سعد قسم اول ج ۱ اہل کتاب صحابہ و تابعین)

مصنف اہل کتاب صحابہ و تابعین نے اس بات کا اعتراف بھی کر لیا ہے
 کہ حدیث کا کافی حصہ آپ کی کوششوں سے اشاعت پذیر ہوا وہ آپ کے
 کمال علمی کے بھی معترف ہیں اور اس کا بھی انھیں اقرار ہے کہ بارگاہ
 نبوی میں آپ سے زیادہ کسی کو تقرب حاصل نہیں تھا چنانچہ ام المومنین
 جناب عائشہ والی روایت کو نقل بھی فرمایا ہے جس میں وہ کہتی ہیں کہ سلمان
 فارسی کی شب کی تہائی کی صحبت آنحضرت کے پاس اتنی لمبی ہوتی تھی کہ

ہم لوگ (ازواج) کو خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں ہماری باری کی ذات بھی کسی شخص سے
 میں نہ گذر جائے۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین حالات سلمان)
 لیکن اس کے بعد بھی تخریر فرماتے ہیں کہ جناب سلمان کی مرویات کی
 تعداد ساٹھ سے متجاوز نہ ہوئی اس کو کہتے ہیں دروغ گو یا حافظ ناسخ
 جناب سلمان فارسی نہ صرف قرآن مجید بلکہ تمام آسانی کتب کا علم رکھتے
 تھے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ سلمان دو کتا بول کے عالم تھے کلام
 اللہ (قرآن مجید) اور انجیل کے انھوں نے مذہب عیسوی کے مسائل محض
 یادری کی زبانی نہیں سنے تھے بلکہ خود انجیل کا مطالعہ کیا تھا چنانچہ ایک مرتبہ
 آنحضرت سے عرض کیا کہ میں نے توراہ میں دیکھا ہے کہ کھانے کے بعد وضو
 کرنے سے برکت ہوتی ہے۔ (مسند ج ۲، اہل کتاب صحابہ و تابعین ص ۱۱۰)
 کعب الماخیر کہتے ہیں کہ سلمان علم و حکمت سے بھرے ہوئے تھے۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۱۲ ص ۱۱۰)

آپ نہایت مقرب و محتوم اور موقر صحابی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک نہیں
 سیکڑوں احادیث کتب شیعہ میں آپ سے نقل کی گئی ہیں زمرہ صحابہ میں کوئی
 ایک صحابی بھی اس مرتبہ پر جائز نہ تھا جن پر جناب سلمان تھے آنحضرت
 اور ائمہ طاہرین کے بشمار ارشادات میں جن میں آپ کے علمی کمالات کا
 تذکرہ کیا گیا ہے۔ آنحضرت کی مشہور و معروف حدیث ہے کہ سلمان علم کا وہ
 دریا ہیں جو خشک نہیں ہوتا اور وہ خزانہ ہیں جو قریح کرنے سے کم نہیں
 ہوتا۔

امیر المؤمنین نے فرمایا ہے کہ آپ کو علم اولین و آخرین حاصل ہے وہ ایسے
 دریا ہیں جو خشک نہیں ہوتا وہ ہم اہلبیت سے ہیں۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۴۰)

کسی شخص نے امیر المؤمنین سے آپ کے فضائل کے بارے میں سوال کیا
 تو آپ نے فرمایا اس کا اہل الایمان کا کیا کہنا اس کی طینت ہماری طینت سے
 ہے اور اس کی روح ہماری روح سے ہے خدا نے اس کو اول و آخر اور
 ظاہر و باطن کے علم سے مخصوص فرمایا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے
 ہیں کہ سلمان لقمان سے بہتر ہیں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)

مشارق الانوار میں یہ حدیث مرسل بیان کی گئی ہے کہ رسول نے فرمایا
 کہ تم میں سب سے زیادہ اللہ کی معرفت سلمان کو حاصل ہے امام محمد باقر
 علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے جابر کو کہتے سنا کہ پیغمبر خدا سے سلمان کے
 بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا سلمان علم کا وہ دریا ہے جو کبھی خشک
 نہیں ہوتا سلمان مخصوص ہے علم اول و آخر کے لئے جس نے اس کو ناراض کیا
 اس نے خدا کو ناراض کیا اور جس نے سلمان کو دوست رکھا اس نے خدا کو
 دوست رکھا۔

ابو انیسری سے مروی ہے کہ سلمان کے بارے میں امیر المؤمنین سے
 دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا وہ عالم علم اول و آخر ہے وہ ایسا دریا ہے
 جو خشک نہیں ہوتا آپ ہی کا ارشاد ہے سلمان معرفت الہی کا دروازہ ہے
 جس نے اس کا اقرار کیا وہ مومن ہے اور جس نے اس سے انکار کیا وہ کافر ہے۔

سلمان ہم اہل بیت سے ہے۔

جاہل بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہر امت میں ایک محدث ہوتا ہے میری امت میں سلمانؓ محدث ہے۔ لوگوں نے پوچھا محدث کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا کہ یہ واقعہ ہے ہر امت میں جو دوسرے لوگوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے درآئینا لیکہ اس چیز کی ان کو ضرورت ہے جب آپ سے پوچھا گیا کہ سلمانؓ کس طرح واقف ہوئے؟ تو آپ نے فرمایا اس نے میرے اس علم سے حاصل کیا جو میرے سینہ میں ہے ہر اس چیز کے بارے میں جو ہو چکی اور ہر اس چیز کے بارے میں جو ہونے والی ہے (نفس الرحمن)

حضرت جعفر صادق سے سوال کیا گیا کہ وہ چار شخص کون ہیں جن کے بارے میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جنت ان کی فتاق ہے فرمایا سلمانؓ ابوذرؓ مقدادؓ اور عمارؓ راوی نے پوچھا ان میں کون سب سے بہتر ہے آپ نے فرمایا سلمانؓ! پس تھوڑی دیر کے بعد آپ نے پھر فرمایا کہ سلمانؓ کے پاس وہ علم ہے کہ اگر ابوذرؓ کو معلوم ہو جائے تو وہ کافر ہو جائیں۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۵۹۹)

آنحضرت نے سلمانؓ سے فرمایا اگر تمہارا علم مقدادؓ کی طرف پلٹا دیا جائے تو وہ کافر ہو جائے

(حیات القلوب ج ۲ حالات سلمان)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ لو علم ابوذرؓ مافی قلب سلیمان تفتلہ اگر ابوذرؓ کو وہ علم حاصل ہو جائے جو قلب سلمانؓ میں ہے تو وہ ان کو قتل

کر ڈالیں۔ (نفس الرحمن)

شیخ کشنی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ سلمانؓ متوسلین میں سے ہیں۔ آنحضرت نے فرمایا کہ سلمانؓ کثر اسرار الہی ہے۔

(حیات القلوب ج ۲ ص ۲۹۹)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سلمانؓ علم کا وہ دریا ہیں جس کی انتہا نہیں ان کے علم کا حال یہ ہے کہ ایک دن ایک شخص کی طرف سے ہو کر گزرے دیکھا ایک شخص کھڑا ہوا کچھ بیان کر رہا ہے انہوں نے قریب جا کر اس سے کہا اے بندہ خدا! جو کچھ تو نے کل رات اپنے گھر میں کیا ہے اس کے لیے خدا سے توبہ کر یہ لکھ سلمانؓ تو آج بڑھ گئے لوگوں نے اس شخص سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ سلمانؓ نے تجھے یہی کی طرف نسبت دی اور توتے زبان سے کچھ نہ کہا اس نے جواب دیا۔ خدا سلمانؓ نے مجھے اس بات کی خبر دی ہے جس کو میرے اور خدا کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ وہ مرد حضرت ابو بکرؓ بنی قحافہ تھے امام جعفر صادق نے یہ بھی فرمایا کہ سلمانؓ اسم اعظم جانتے تھے۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۹۱)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المؤمنین علیؓ ابن طالبؓ محدث تھے اور سلمانؓ بھی محدث تھے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سلمانؓ محدث تھے اپنے امام سے دیکھ اپنے رب سے یعنی امام ان سے صریح بیان کرتے تھے اور اپنے اسرار ان کو تعلیم فرماتے تھے۔

(رجال کشنی ص ۱۹)

اس لیے کہ سوائے حجت خدا کسی دوسرے کی طرف اللہ کی جانب سے
 حدیث نہیں ہو سکتی۔ علامہ علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ مگر اللہ کے کلام ذکر کرنے
 کی نفی سے مراد یہ ہو کہ بواسطہ ملک سلمان یا تین کرتے ہوں جیسا کہ ایسند
 معتبر حضرت صادق آل محمد سے منقول ہے کہ آنحضرت سے سلمان کے قدرت
 ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ملک کان میں بات کرتا تھا
 اور حدیث معتبر میں ہے ایک فرشتہ بزرگ گھٹنگو کرتا تھا۔ راوی نے
 کہا کہ جیسا سلمان کی یہ صفت ہے تو امیر المؤمنین کی صفات کیا ہیں آپ نے
 فرمایا کہ ابھی حدود میں رہا اور ان باتوں کو معلوم نہ کرو جو بھاری عقل و
 فہم سے بالاتر ہیں دوسری حدیث میں ہے کہ فرشتہ دل پر نقش کر دیتا تھا
 (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۵)

افسوس ہے کہ صحابہ پرست پڑتی نے اس مقدس صحابی سے محض
 اس بنا پر روایات نقل نہیں کیں کہ وہ حب اہلبیت تھے ان حضرات کو
 آپ سے کوئی تعجیب و اظہار بھی نہیں ہے وہ لوگ ایسے اصحاب کی
 تعریفیں کرتے کرتے نہیں تھکتے جن کو صحابیت سے دور کا بھی لگاؤ نہیں
 تھا اور سلمان جیسے کامل الایمان مخزن علم و فضل صحابی کا نام بھول کر بھی
 ان کی زبان پر نہیں آتا حالانکہ وہ صحابیت کی صف اول کے صدر میں
 جگہ پانے والے ہیں۔ سچ کہا ہے کسی نے یہ

ہنر پختہ عداوت بزرگ تر عیب است
 گل بہت کعدی و در چشم دشمنان خار است

آپ ارباب علم کے بڑے قدر والے تھے جب کوئی رقم ہاتھ آجاتی تو حدیث
 نبوی کے شائقین کو بلا کر کھلا دیتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۶۴)

ابوسعید خدری، ابوالطفیل، ابن عباس، اوس بن مالک اور ابن عمر
 وغیرہ آپ کے زمرہ تلامذہ میں ہیں
 (اہل کتاب صحابہ و تابعین)

بیعت حضرت ابوبکرؓ سے انحراف

جناب سلمان محمدی کی نظر میں علاوہ علی بن ابیطالب کے کسی اور شخص میں دسی رسول پلنے کی صلاحیت نہ تھی وہ مسلمانوں کی بھلائی اسی میں سمجھتے تھے کہ آنحضرت کے بعد ان کے جانشین علی ابن ابیطالب ہوں چنانچہ آپ فرمایا کرتے تھے۔
ایانا بعنا النبی علی الصلیہ المسلمین والایتماام بعلی بن ابی طالب۔
میں نے رسول کی بیعت اس بات پر کی تھی کہ مسلمانوں کی بھلائی مسروں کا اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنا امام سمجھوں گا۔

آپ نے ہر امر میں امیر المؤمنین علی ابن ابیطالب کی پیروی کرنا اور ہر حالت میں آپ سے مخصوص رہنا اپنا شعار بنا لیا تھا اور یہ محبت نہ صرف اپنی ذات تک محدود تھی بلکہ دوسروں کو بھی برابر آپ کی پیروی و اتباع کا حکم دیتے تھے۔

ایک دن ایک مجمع میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام کا ادھر سے گذر ہوا، آپ نے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا یا ایہا الناس تم اٹھ کر اس شخص (علی) کا دامن کیوں نہیں پکڑتے اور اپنی مشکلوں کو حل کیوں نہیں کرتے۔ بخدا اس کے علاوہ اور کوئی تم کو حقائق قرآن و حدیث سے باخبر نہیں کر سکتا۔

یہ تمام اردئے زمین کا حال جانتے ہیں۔ زمین انہی کی دہر سے ساکن ہے اگر ان کا وجود نہ ہوتا تو علم کی روشنی معدوم ہو جاتی۔ یہی سرچشمہ ہدایت اور بھر کر امت ہیں۔

سید عمارت میر مخنوم نے اپنے بعض رسائل میں امیر المؤمنین سے محبت سلمان بن کے بارے میں بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سلمان بن نے ظاہر و باطن میں ہرگز میری مخالفت نہیں کی جو کچھ میں نے پسند کیا، وہی سلمان بن نے پسند کیا۔ (مجالس المؤمنین ص ۸۸)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سلمان بن نے اپنا نفس امیر المؤمنین کے حوالے کر دیا تھا۔

اس راہ محبت و مودت میں آپ کو سخت سے سخت امتیاز اٹھانا پڑا لیکن ان کے پائے استقلال میں کبھی لغزش نہیں آئی۔ وفات پیغمبر اسلام کے بعد بیعت حضرت ابو بکر کے لئے آپ کو مجبور کیا گیا اور اس قدر مارا گیا کہ آپ کی گردن ٹیڑھی ہو گئی جو آپ کی وفات تک ویسی ہی رہی کتاب کامل بہائی میں ہے کہ جب جناب سلمان بن نے آل پیغمبر کی بیروی میں خلیفہ اول کی بیعت سے انکار کر دیا تو حضرت مثنیٰ نے ان سے کہا کہ بنی ہاشم نے تو اس دہر سے بیعت نہیں کی کہ وہ لوگ اپنے آپ کو ہم لوگوں سے افضل کہتے ہیں مگر تم کو کیا ہوا، کہ بیعت سے انکار کرتے ہو جناب سلمان نے جواب دیا: انا شیعتہم فی الدنیا والاخرۃ اتخلفت بتخلفہم وایالیع بہیتعتہم۔ میں ان حضرات کا شیعہ ہوں دنیا میں بھی اور آخرت

میں بھی یہ حضرات بیعت سے مخالفت کریں گے تو میں بھی کروں گا۔ اور یہ حضرات بیعت کریں گے تو میں بھی بیعت کروں گا۔

علامہ ابو محمد عبداللہ ابن مسلم ابن قتیبہ متوفی ۲۷۰ھ نے جو مشاہیر علماء مخالفین میں سے ہیں۔ کہل ہے کہ اٹھارہ صحابہ رافضی تھے جن میں ایک سلمان بھی تھے۔ (مجالس المؤمنین ص ۸۸)

آپ ایسے پُر خلوص و پُر جوش شیعہ تھے کہ جب بارہ اصحاب پیغمبر نے یہ طے کیا کہ حضرت ابو بکر کو منبر سے اتار لیں تو ان میں سلمان بھی تھے۔ ابان ابن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کیا اصحاب پیغمبر میں سے کسی نے ابو بکر سے پیغمبر اسلام کی جگہ پر بیٹھ جانے کو ناپسند بھی کیا حضرت نے فرمایا ہاں بارہ افراد نے اسے ناپسند کیا۔ ان میں مہاجرین کے حسب ذیل افراد تھے: مقداد بن اسود، ابوذر غفاری، سلمان فارسی، بریدہ اسلمی، خالد بن سعید، عمار یاسر اور انصار سے حسب ذیل افراد نے اسے ناپسند نظروں سے دیکھا: ابوالہشیم بن تیہان، عثمان بن حنیف، سہیل بن حنیف، خزیمہ بن ثابت، ابی بن کعب اور ابو یوب انصاری۔ ان لوگوں نے آپ سے یہ طے کیا کہ جب حضرت ابو بکر منبر رسول پر آکر بیٹھیں تو انہیں منبر سے نیچے اتار لیا جائے۔ بعض نے کہا یہ اس وقت نہ کرنا چاہیے۔ جب تک امیر المؤمنین سے مشورہ نہ کر لیا جائے۔ یہ سب لوگ ایک ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے، اور عرض کیا کہ اے مولا، آپ نے اپنا حق چھوڑ دیا، اور اپنے دست قدرت کو خلافت سے علیحدہ کر لیا حالانکہ پیغمبر

زیادہ قریبی قرابت رکھتا ہے تاویل کتاب دست نبی کو تم سے زیادہ جانتا ہے اس سے مقدم ہونے کے بارے میں تمہارے پاس کیا جواب ہے جس کو اللہ کے رسول نے اپنی حیات میں مقدم کیا ہے اور وفات کے وقت تم کو اس کے حقوق کی مراعات کرنے کی وصیت کی ہے۔ لیکن تم نے اس کے بارے میں حضرت کے قول کو ترک کر دیا وصیت کو بھلا دیا حضرت سے جو وعدہ کیا تھا اس کی وفا لفت کی عہد کو توڑا تم لوگوں کو اسامہ بن زید کے علم کے ساتھ ہو جانے کے لیے حضرت نے جو گروہ باندھی تھی اس کے بعد جس طرح کے امور تم لوگ بحال لاتے ہو اس سے ڈرتے رہو حضرت کی مخالفت میں لوگوں بڑے اور عظیم امور کو تم بحال لاتے ہو ان سے جو با حضرت نے امت کو ان پر متنبہ کرنے کے لیے جو گروہ باندھی تھی تم نے اس کو کھول دیا اے ابو بکر غفیر تمہارے ہاتھوں نے جو کچھ کہا ہے اسے اٹھا کر لے جاؤ گے کاش تم جلدی تن کی طرف پلٹ جاتے اور اپنے لیے کی تلافی کرتے تو ہر اس دن تمہاری نجات کا سبب بن جاتی جب تم قبر کے گڑھے میں تہا رہو گے اور تمہارے مددگار تم کو چھوڑ کر چلے جائیں گے اس لیے یہ سب کچھ اسی طرح تم نے بھی سنا ہے جس طرح ہم نے سنا ہے تم نے بھی دیکھا ہے جس طرح ہم نے دیکھا ہے لیکن پھر بھی تم نے خلافت کو اپنے ہاتھ میں لینے سے انکار نہیں کیا جس کو اختیار کرنے کی تمہارے پاس کوئی دلیل و عند نہیں ہے اس لیے تم خدا سے ڈرو، خدا سے ڈرو، کان کھول کر سن لو جو خدا سے ڈرا اس نے حجت تمام کر دی تمام عند دور کر دئے امد تم ان لوگوں میں تمہارا

جو پشت پھیر لیتے ہیں اور تکبر اختیار کر لیتے ہیں۔
 علامہ مجلسی علیہ الرحمہ یہ دعویٰ نقل فرماتے ہیں کہ جب چچ ماجرن
 خالد بن سعید، سلمان فارسی، ابوذر غفاری، مقداد بن اسود، عمار یا سز
 بریدہ اسلمی اور چچ انصار ابوالمہشم بن تیمان، سہیل اور عثمان فرزند ان
 حنیف، خزیمہ بن ثابت، ذوالشہادین، ابی بن کعب، ابویوب
 انصاری جمعہ کے دن منبر رسول کو گھر کر بیٹھے اور حضرت علی کے حق خلافت
 کو چھین لینے کے خلاف احتجاج کیا تو حضرت ابو بکر سے جواب نہ بن پڑا
 اور کہنے لگے ولینک و دست بخیر کھرا فیلونی اقیلونی میں تمہارا طریقہ
 تو ہو گیا ہوں لیکن میں تم میں کا بہتر آدمی نہیں ہوں مجھے چھوڑ دو مجھے چھوڑ
 دو اور اس کے بعد مدد داران خلافت تین دن تک گھر میں بیٹھے رہے
 اور یا ہر ہی نہیں بکلیے پوچھے دن خالد بن ولید ہزار آدمیوں کے ساتھ سالم
 غلام خدیفہ ہزار آدمیوں کے ساتھ اور معاذ بن جبل ہزار آدمیوں کے ساتھ
 ہر مہنہ تلواریں لیے مدینہ میں آئے اور ایک ایک کر کے اور آدمی جمع ہونے
 لگے یہاں تک کہ چار ہزار ہو گئے۔ ہر مہنہ تلواریں لیے باہر آئے آگے
 آگے حضرت عمر بیٹے ابوسفیان نے مسجد نبوی میں آئے اور کہہ رہے تھے کہ اے
 اصحاب علی تم نے جو گفتگو چند روز قبل کی تھی اگر اب کرو گے تو سر تن
 سے جدا کر دیں گے یہ سن کر جناب خالد بن سعید نے کہا صہاک جیشہ کے
 بیٹے تو مجھے اپنی تلواروں سے ڈراتا ہے چونکہ حجت خدا ہمارے ساتھ ہے
 ہماری تلواریں تمہاری تلواروں سے زیادہ تیز ہیں اس لیے ہم ان سے خوفزدہ

نہیں ہو سکتے اگرچہ تعداد میں تم سے بہت کم ہیں خدا کی قسم اگر امام کی اطاعت
مقدمہ اولیٰ نہ ہوتی تو ہم ابھی ابھی اپنی تلواریں نیام سے نکال کر تم سے
جہاد کرتے اور مخالفت کا مزہ چکھاتے اور حجت تمام کر دیتے۔ حضرت امیر المؤمنینؑ
نے جب خالد بن سعید بن عاص کی یہ تقریر سنی تو ارشاد فرمایا کہ خالکو بیٹھ جاؤ
خدا و تو عالم تمہاری منزل کو خوب جانتا ہے اور اس نے اسے مشکور قرار دیا
ہے۔ جناب خالد تو حضرت کا یہ کلام سنا کر بیٹھ گئے لیکن جناب سلمان محمدیؓ
کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر سمعت رسول اللہ و اکاممتا
یقول بین اخی دا بن عمی جالس فی مسجدی مع نفر من اصحابہ
اذ یکسبہ جماعة من کلاب اهل النار یریدون قتله و قتل
معه و لست اشک الا و انکم صمختم بہ عمر بن خطابؓ ثوب
الیه امیر المؤمنین ما خذ بہ جامع ثوبہ ثم جلد بہ لاکارض ثم
قال یا ابن صرہاک الحبتیہ لولا کتاب اللہ بستی و عهد بین
رسول اللہ تقدما لاربتیک ایھا اضعف ناصوا و اقل عدد اضعف
التقت الی اصحابہ فقال انصروا رحمکم اللہ اللہ اکبر اللہ اکبر میں
رسول خدا کو فرماتے رہے اور اگر نہ رہتا ہو تو میرے دونوں کان ہرے پوچھیں
حضرت نے فرمایا اگر ایک دن مسجد میں میرا بھائی اور ابن عم اپنے اصحاب کے
ساتھ بیٹھا ہو گا اس پر ایک جماعت سختی کرے گی جو جہمی کہتے ہوں گے
اور وہ اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنا چاہیں گے کوئی اٹک نہیں رہے
جماعت تم ہی لوگ ہو یہ سنتا تھا کہ حضرت عمر نے جناب سلمان کے قتل کا

ارادہ کیا یہ دیکھ کر حضرت امیر المؤمنین نے حضرت عمر کا گریبان پکڑ کر انھیں
زمین پر دسار اور قریبا صرہاک جیشہ کے بیٹے اگر پہلے سے کتاب خدا
درسولی کا ہمدنہ ہوتا تو میں دکھا دیتا کہ کس کے مدگار کمزور اور تعداد میں
کم ہیں اور اپنے اصحاب سے کہا واپس جاؤ خداتم پر رحمت نازل فرمائے۔

(بخاری الا تواریخ ج ۸ صفحہ ۱۰۰)

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ وفات پیغمبر کے بعد تمام اصحاب مرتد
ہو گئے تھے مولائے میں کے لوگوں نے کہا وہ تین کون ہیں آپ نے فرمایا
وہ مقداد بن اسود، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی ہیں بعد میں جب لوگوں
کو معلوم ہوا کہ ان تینوں نے بیعت ابو بکر نہیں کی سے تو ابوسلمان، عمار یا مسر
شیرہ، ابو عمرہ اگر ملحق ہو گئے تھے۔ (ناسخ التواریخ جلد ۱ صفحہ ۱۰۰)
یہی امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی منقول ہے۔

منصب کی کوئی خواہش نہ تھی پھر انھوں نے گورنری کے عہدہ کو کیوں قبول کیا اس کا جواب ان کے اس خط سے مل جاتا ہے جو حضرت عمر کے خط کے جواب میں انھوں نے مدائن سے لکھا ہے وہ لکھتے ہیں کہ آگاہ ہو کر میں نے اس حکومت کو صرف اس لیے منظور کیا ہے کہ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلاؤں اور ضلالت و گمراہی سے بچاؤں۔

وہ خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے رسول کی بعیت مسلمانوں کی خیر خواہی اور علی ابن ابی طالب کو اپنا امام قرار دینے پر کی تھی اور مسلمانوں کی بھلائی علی کی پیروی میں مضمر تھی لہذا امیر المومنین ہی نے آپ کو اس عہدہ کو قبول کر لینے پر آمادہ کیا تھا۔

دنیا جانتی ہے کہ ایک گورنر کس شان سے اپنے عہدہ گورنری کے لیے جاتا ہے۔ ساتھ میں نگران ہوتے ہیں باڈی گارڈ ہوتے ہیں سب سے اپنی آمد کے وقت اور تاریخ کا تعین کر دیا جاتا ہے تاکہ لوگ استقبال کے لیے بیرون شہر جمع ہو جائیں اور شہر کی شاہراہوں کو آمادہ کر دیا جائے جگہ جگہ حفاظتی اقدامات کر دیئے جائیں اور گورنر ہاؤس کو سجایا جائے لیکن اگر اسلامی گورنر بھی اسی شان و اہتمام کے ساتھ جائے تو پھر دنیاوی حاکم اور اسلامی حاکم میں فرق ہی کیا رہے۔ سلمان جب مدائن کے گورنر بنا کر بھیجے گئے تو وہ بہت ہی سیدھے سادھے طریقہ سے گئے ان سے پہلے جو لوگ مدائن کے گورنر ہو کر گئے تھے انھوں نے اہل مدائن کو بڑی شان و شوکت دکھائی تھی اور بہت کچھ لوٹا

چھا کر سونے، چاندی سے صندوق بھرتے تھے (یہ بھی اسلامی حکومت کے گورنر تھے) لیکن دنیاوی گورنروں میں اور ان میں کوئی فرق نہ تھا جب اہل مدائن کو معلوم ہوا کہ سلمان حاکم بن کر آ رہے ہیں تو وہ گروہ درگروہ ان کے استقبال کے لئے مدائن سے باہر آئے، لیکن جب دیکھا کہ گورنر صاحب بغل میں بوریا دبائے مٹی کا ایک ٹوٹا ہاتھ میں لئے پھٹی ہوئی عبا پہنے اور ٹپ سے تنہا اتر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ نہ کوئی حاجب ہے نہ پیرے دارو تو ایک دوسرے کو حسرت سے تنکے لگے کسی نے کہا لاؤ پتہ تو لگائیں گریہ شخص کوں ہے، ہو سکتا ہے گورنر صاحب کا کوئی خبردساں ہو لوگوں نے پوچھا اے شخص آج اسی وقت میں ہمارے گورنر صاحب کے آنے کی خبر تھی تمہیں کہیں ان کی سواری ملی ہو تو بتاؤ؟ انھیں کیا معلوم کہ یہی گورنر صاحب ہیں جو اب زیادہ جس کا تم انتظار کر رہے ہو میں ہی ہوں۔ لوگوں نے جب یہ سنا تو بڑے شرمندہ ہوئے لیکن دل ہی دل میں کہتے تھے یہ بھارے یہاں کیا حکومت کریں گے۔ بالآخر شہر میں لیجا کر پوچھا حضور کا قیام کس دارالامارۃ میں رہے گا۔ فرمایا فقیروں کو دارالامارۃ سے کیا تعلق، ایک مسجد میں پہنچا دو میں وہیں رہوں گا۔ یہ سن کر ان لوگوں کو اور زیادہ مایوسی ہوئی پھر انہوں نے پوچھا، حضور کے طعام دکھانے کیا بندوبست کیا جائے، فرمایا تم اس کی فکر نہ کرو میں اس کا انتظام خود کر لوں گا۔ میں مسلمانوں کے بیت المال سے ایک جہہ (دانا) بھی لینا نہیں چاہتا۔ اپنے ہاتھ سے روزی پیدا کروں گا، اور کھاؤں گا۔ خدا نے مجھے اتنی قدرت دی ہے کہ اپنی روزی آپ پیدا کر سکوں۔ لوگ

یہ سن کر خاموش ہو گئے۔

الغرض آپ اس منصب پر فائز ہونے کے باوجود زنبیل بنتے تھے۔ اور اسی کی مزدوری سے کھانے اور پینے کا بندوبست کرتے تھے طبقات ابن سعد میں ہے کہ آپ چٹائی بنتے تھے، اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی۔ اس کا ایک تہائی اصل سرمایہ کے لئے رکھ لیتے تھے۔ ایک تہائی اہل عیال پر خرچ فرماتے اور ایک تہائی غریبوں پر خرچ کر دیتے تھے۔

(طبقات ابن سعد جزو ۴ ص ۶۲)

وہ تیس ہزار آدمیوں پر حکومت کرتے تھے اور پانچ ہزار روپے وظیفہ پاتے تھے جو سب کا سب غریبوں اور مسکینوں پر خیرات کر دیتے تھے، اور مزدوری کر کے اپنی غذا اور لباس ہیا فرماتے تھے۔ آپ کے پاس ایک چادر تھی جس کے آدھے حصے کو پہنتے اور آدھی کو بطور فرش بچھاتے تھے۔ لوگوں نے کہا بھی کہ آپ حاکم ہیں۔ اور تنخواہ پاتے ہیں پھر کیوں مزدوری کرتے ہیں جو اب دیا میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ اپنے ہاتھ کی مزدوری سے اپنی غذا کا سامان مہیا کرول۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ حالات سلمان)

ابو درداء کی والدہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سلمان مدائن سے شام آئے۔ جبکہ وہ وہاں کے حاکم تھے مگر اپنی سادگی کی وجہ سے معمولی لباس پہنے ہوئے تھے ان سے پوچھا گیا، کہ اپنے اپنے کو اس حالت میں کیوں بنا رکھا ہے۔ اپنے فرمایا آرام اور راحت تو صرف آخرت کے لئے ہے۔ (طبقات ابن سعد جزو ۴)

وہ گورنری کے عہدہ پر فائز ہونے کے باوجود کبھی کسی معمولی سے معمولی کام کرنے میں عیب نہ سمجھتے تھے۔ وہ اس حالت میں بھی گائیں اور بکریاں چراتے تھے۔ رحم دل ایسے غلاموں سے دو کام ایک ساتھ کبھی نہیں لیتے تھے۔ اگر کسی غلام کو کام کے لئے بھیجتے، تو اس کا کام خود کرنے لگتے تھے۔ ابو قتیبہ راوی ہیں کہ ایک شخص سلمان کے یہاں گیا دیکھا کہ آپ بیٹھے ہوئے آٹا گوندھ رہے ہیں، پوچھا خادم کہاں ہے، فرمایا کام سے بھیجا ہے مجھ کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ دو دو کاموں کا بار اس پر ڈالوں۔

(طبقات ابن سعد جزو ۴ ص ۶۲)

وہ حلم و انکساری کا مکمل نمونہ تھے۔ اسی گورنری کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص بانس کا بوجھ لئے جا رہا تھا آپ اس کے قریب سے ہو کر گزرے جس سے آپ کے بدن میں خراش آگئی۔ آپ نے اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہا جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھا لو خداتم کو زندہ رکھے۔ ایک شخص ایک گٹھائے آتا تھا، تو اس نے آپ کو دیکھا کہ جسم پر ایک چھوٹی سی عیبا تھی اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ مدائن کے حاکم ہیں۔ اس نے ہلا کر کہا یہاں آذیہ بوجھ اٹھائے چلو جب لوگوں نے آپ کو بوجھ لیجاتے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ تو نے یہ کیا غضب کیا یہ تو یہاں کے حاکم ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا، آپ نے فرمایا جب تک میں اس کو تمہارے گھر تک پہنچا نہ آؤں گا ہرگز نہ آؤں گا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے گھاس خریدی اس کو مزدوری کی ضرورت ہوئی، وہ آپ سے واقف نہ تھا جب اس نے آپ کو دیکھا

جس گروہ کے پاس سے ہو کر گذرنا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ سلمان کیا تم بفل
 میں مشک لے جاتے ہو میں ان سے صاف کہتا تھا کہ مشک نہیں لگو
 یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا سے حاصل کلام جب افطار کا وقت آیا تو میں نے
 وہ چھوڑا اور سب کھالیا مگر گٹھلی کا نشان بھی نہ تھا دوسرے دن بخدومہ
 کوئین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اس میں گٹھلی تو نیام کو نہ تھی فرمایا
 گٹھلی کہاں سے ہو یہ تو اس خدمت کا بھل تھا جو خدا نے میری دعا
 کے سبب سے لگایا ہے جو میرے والد نے مجھے تعلیم فرمائی ہے اور میں اسے
 جمع و شام پڑھتی ہوں سلمان نے عرض کی اے سیدہ عالمیان وہ دعا مجھے بھی
 تعلیم فرمادے مجھے فرمایا اچھا اگر تم چاہتے ہو کہ جب تک زندہ رہو بخار میں
 کبھی مبتلا نہ ہو تو یہ دعا روز پڑھ لیا کرو۔

بسم الله الرحمن الرحيم - بسم الله النور بسم الله النور بسم
 الله النور على نور بسم الله الذي هو يدبر الالام بسم الله الذي
 خلق النور من النور الحمد لله الذي خلق النور من النور وانزل
 النور على الطور في كتاب مسطور في راق منشور بقدر مقدور على
 بني خبيرة الحمد لله الذي هو بالقرآن المذكور وبالقرآن المشهور وبالقرآن
 السواد الصغرى والشكوى صلى الله على سيدنا محمد وآله الطاهرين
 سلمان فارسي رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ دعا کہہ اور مدینہ کے رہنے والوں
 میں سے ہزار آدمیوں سے زیادہ کو تعلیم کی جن کو بخار تھا سب نے اس کی
 برکت سے نجات پائی۔ (ماخوذ از التوارخ جلد ۱ ص ۳۱۳)

آنحضرت نے سلمان کو ایک انگشتری دی کہ اس پر لا الہ الا اللہ نقش
 کر لاؤ۔ آپ نے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی نقش کرا کے
 لے آئے آنحضرت نے صیانت فرمایا کہ سلمان یہ کیا ہے آپ نے عرض کیا
 یا رسول اللہ آپ نے لا الہ الا اللہ لکھوانے کا حکم دیا تھا میری خواہش
 ہوئی کہ محمد رسول اللہ بھی ضم کر ادوں آنحضرت نے ذیافت فرمایا اور یہ خط
 کیسا ہے جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا اسلام کہتا ہے
 اور فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ آپ کے کہنے پر محمد رسول اللہ سلمان کے
 چاہنے پر اور علی ولی اللہ میری نشا پر نقش ہوا ہے اس لیے کہ کلمہ شہادت
 بغیر ولایت علیٰ کامل نہیں ہوتا۔

(فوحات القدس قلمی رضا لائبریری رامپور ص ۱۰۰)

ادین قبیل بہت سے واقعات ہیں جن سے آپ کا صاحب کرامات
 ہونا ثابت ہے مثلاً وفات سے پہلے مردوں سے باتیں کرنا جو وفات
 کے ذکر میں آئے گا۔

سلمان نوح امت محمدیؐ

تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ جناب سلمانؓ ایک دن یہودیوں کی ایک جماعت سے گذرے تو ان یہودیوں نے آپ سے کہا کہ آپ کے پاس بیٹھ کر وہ سب کچھ بیان کریں جو آپ نے اس دن حضرت رسول خدا سے سنا ہے پس آپ ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ میں نے رسول خدا سے سنا ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک گروہ تم سے حاجتیں رکھتا ہو اور تم اس کو پورا نہ کر پاتے ہو مگر یہ کہ تم محبوب ترین خلق کو اپنا شفیع ملتے ہو اور اس کے وسیلہ سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہو۔ پس تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ معزز ترین خلق۔ نیک اور صاحب فضیلت میرے نزدیک محمدؐ اور اس کا بھائی علیؑ اور ان کے آئمہ علیہم السلام جو وسیلہ خلائق ہیں۔ پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ میں اس کی حاجت کو پورا کر دوں یا کسی بلا کو دفع کر دوں تو وہ محمدؐ و آل محمدؐ کے وسیلہ سے دعا کرے جو پاک پاکیزہ اور ہر گناہ سے منزہ ہیں۔

جناب سلمان کا یہ کلام سن کر یہودی ہتھیے لگے اور مذاق اڑایا اور کہنے لگے کہ اے سلمان تم کیوں ان کے وسیلہ سے دعا نہیں کرتے کہ مدینہ والوں میں خداتم کو سب سے زیادہ بے نیاز کر دے۔ سلمان نے جواب

روح مفارقت کر جائے یا تم کافر ہو جاؤ، اور محمدؐ سے دو گمراہ دان ہو جاؤ، آپ نے فرمایا میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار نہ کروں گا چوں کہ خدا نے اپنے پیغمبر پر خود آیت نازل کی ہے: "الذین یؤمنون بالآیات" یعنی وہ لوگ جو غیب پر ایمان لائے۔ تمہارے من ظالم پر میرا صبر کرنا اور ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہونا میرے لئے آسان ہے جن کی خدا نے اس آیت میں مدح کی ہے۔ پس ان بیہوشوں نے پھر آپ کو تازیانے مانڈنا شروع کر دیے۔ یہاں تک کہ مارتے مارتے ہار تھک کر بیٹھ گئے، اور کہنے لگے، اے سلمان، اگر خدا کے نزدیک حضرت محمدؐ پر ایمان لانے کی وجہ سے تمہاری کوئی قدر و منزلت ہوتی تو وہ تمہاری دعا کو مستجاب کرتا اور ہمیں ہماری حرکت سے باز رکھتا۔ آپ نے فرمایا تم کتنے جاہل ہو مچھلا وہ کیسے اس دعا کو مستجاب کرے گا جو اس بات کے خلاف ہے جو میں نے اس سے طلب کیا ہے اس لئے کہ میں نے تو اس سے صبر کی دعا کی ہے جو اس نے مستجاب کر لی ہے، اور مجھے صبر عطا فرما دیا ہے۔ میں نے طاقت کا سوال ہی نہیں کیا اور نہ تمہیں باز رکھنے کا سوال کیا ہے۔ اس لئے کہ تمہارا یازدہنا میری دعا کے خلاف ہے۔ یہودیوں نے پھر تازیانے شروع کر دیئے، اور سلمان نے سوائے اس کے کچھ نہ کہا کہ خداوند! تو مجھے اپنے حبیب محمدؐ کی محبت میں اس بلا پر صبر عطا فرما۔ پس ان کافروں نے آپ سے کہا اے سلمان! رونے ہو تم پر۔ کیا تمہارے پیغمبر حضرت محمدؐ نے اس موقع پر تقیہ کی اجازت نہیں دی۔ سلمان نے کہا، خدا نے مجھے تقیہ کی اجازت دی

دیا کہ میں خداوندِ عالم سے ان کے وسیلہ سے ایسی چیز کا سوال کیا ہے ملک و نیا سے زیادہ نفع بخش ہے اور وہ یہ کہ ایسی زبان جو اس کی حمد و ثنا کرے اور ایسا دل جو اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، اور بڑی سے بڑی مصیبت پر صبر کر نیو والا ہو، اور خداوندِ عالم نے میری یہ دعا قبول کر لی ہے۔ اور میرے نزدیک تمام دنیا کی بادشاہی اور دنیا کی تمام نعمتوں سے لاکھ درجہ بہتر ہے۔ یہ سن کر یہودیوں نے جناب سلمانؓ کا خوب مضحکہ اڑایا اور کہنے لگے، اے سلمان! تم نے ایسے رتبہ عظیم و شرف کا دعویٰ کیا ہے کہ تمہارا یہ نہیں کہ تمہارا امتحان لیں تاکہ معلوم ہو کہ تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو یا جھوٹے پس پہلا امتحان تو یہ ہے کہ ہم کھڑے ہوتے ہیں اور تمہیں تازیانے مارتے ہیں، اور تم اپنے پروردگار سے سوال کرو کہ تمہارے ہاتھوں کو روک دے اور تمہیں ہم سے بچائے۔ سلمانؓ نے دعا کی۔ خداوند! تو مجھے مصیبت پر صبر کر نیو الا قرار دے اور پھر اس دعا کی تکرار کی۔ یہودیوں نے آپ کو اتنے تازیانے مارے کہ مارتے مارتے خود تھک گئے۔ اور سلمانؓ نے سوائے اس دعا کے زبان سے کچھ نہ کہا۔ یہودی کہنے لگے کہ ہمیں یہ گمان بھی نہیں ہے کہ تمہارے جسم میں روح باقی ہے پھر تم نے کیوں اپنے پروردگار سے دعا نہیں کی کہ اس سختی سے تمہیں نجات دیتا۔ آپ نے جواب دیا، اس لئے کہ سوال خلاف صبر تھا بلکہ میں نے تسلیم کیا اور راضی ہوا اس ہمت پر جو خداوندِ عالم نے تمہیں دی اور سوال کیا کہ مجھے صبر دے اس بلا پر۔ پس وہ یہودی آرام کر کے پھر اٹھے اور کہا اس مرتبہ اتنا ماریں گے کہ تمہارے بدن سے

ہے کہ اس امر میں تقیہ کر لوں مگر تقیہ کرنا واجب نہیں کیا ہے بلکہ جائز
 کیا ہے کہ وہ کہوں جو تم کہتے ہو یا صبر کروں تمہارے مظالم پر، اور صبر کرنا
 تقیہ سے بہتر قرار دیا ہے۔ اس لئے میں نے تقیہ نہیں کیا۔ ان کافروں نے
 آپ کو پھر مارنا شروع کیا اور اتنا مارا کہ آپ کے بدن سے خون جاری ہو گیا
 اور بطور استہزا آپ سے کہتے تھے کہ اپنے خدا سے سوال نہیں کرو گے
 کہ تمہارے مظالم سے تمہیں بچالے اور جو ہم تم سے چاہتے ہیں ہمیں اس
 سے باز رکھے۔ پس تم تفریق کرو کہ ہم ہلاک ہو جائیں۔ اگر تم اپنے دعویٰ
 میں سچے ہو کہ خدا تمہاری دعا کو رد نہیں کرتا ہے، اگر تم محمد و آل محمد
 کے وسیلہ سے اس سے دعا کرتے ہو۔

مسلمان نے جواب دیا مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ تمہاری
 ہلاکت کے لئے بددعا کروں اور آسنا لیکہ تمہارے درمیان کوئی ایسا
 شخص ہو جو بعد میں ایمان لائے، اور خدا اس کو جاتا ہو کہ وہ ایمان
 لائے گا تو میری دعا کا اسی صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ میں دعا
 کروں کہ اس کو ایمان سے منقطع کر دے، وہ کافر دشمن کہنے لگے
 اگر اس کا خوف ہے تو اس طرح دعا کرو کہ خدا اس کو ہلاک کر دے
 جو کفر پر باقی رہے۔ اگر اس طرح دعا کرو گے تو جس بات سے تم ڈرتے
 ہو وہ نہ ہوگی۔ پس جس مکان میں وہ قوم یہود تھی اُس کی دیوار شکافہ
 ہوئی۔ اور مسلمان نے حضرت رسول خدا کو مشاہدہ کیا کہ آپ فرما رہے
 ہیں۔ اے مسلمان ان کی ہلاکت کے لئے دعا کرو، ان میں کوئی ایسا

نہیں جو ایمان لائے۔ اس لئے حضرت نوح نے بھی ان کو یہ معلوم ہو گیا تھا
 کہ ان کی قوم میں اب کوئی ایمان نہ لائے گا تو بددعا کی تھی۔ پس مسلمان
 نے ان یہودیوں سے پوچھا کہ تمہاری ہلاکت کے بارے میں کس طرح سے خدا
 سے بددعا کروں یعنی تم کس طرح کا عذاب چاہتے ہو کہ خدا تمہارے اوپر
 نازل کرے۔ انہوں نے کہا کہ بددعا کرو کہ ہم میں سے ہر ایک کا تازیانہ
 اتر دھابن کر لینے مالک کے بدن کی ہڈیاں چبا جائے۔ پس مسلمان نے
 اسی طرح بددعا کی۔ آپ کا بددعا کرنا تھا کہ ہر ایک یہودی کا تازیانہ
 اتر دھابن گیا جس کے دوسرے تھے، پس ایک سر سے اپنے مالک کا سر
 اور دوسرے سر سے اس کا وہ ہاتھ جس میں تازیانہ تھا پکڑ لیا اور تمام
 ہڈیوں کو شکستہ کر کے چا گیا۔ پس رسول خدا جس مجلس میں تشریف فرما
 تھے، فرمایا اے گروہ مسلمین خداوند عالم نے تمہارے دوست مسلمان
 کی اس وقت بیس یہودیوں کے مقابلہ میں بددعا کی اور ان کے ان
 تازیانوں کو جن سے وہ مسلمان کو مار رہے تھے، اتر دھا ہنسا دیا جنہوں
 نے ان کی ہڈیوں کو چبا ڈالا اور ہلاک کر دیا۔ اٹھو اور چلو، اور ان
 سانپوں کو دیکھو جن سے خدا نے مسلمان کی مدد و نصرت کی ہے، پس
 رسول خدا اپنے اصحاب کے ساتھ اس مقام پر اس وقت پہنچے جب
 ان یہودیوں کو اتر دھے پھاڑ رہے تھے اور یہودیوں نے چیخ کی آواز
 سن کر ان کے ہمسایہ جمع ہو گئے تھے اور ان کی حالت دیکھ کر ان سے
 نفرت کر رہے تھے اور اتر دھوں سے خوف زدہ تھے۔ جب رسول خدا

تشریف لائے تو سانپ ان یہودیوں کے گھر سے مدینہ کے راستہ پر باہر نکل آئے اور وہ راستہ بہت تنگ تھا۔ خدا نے اس راستہ کو دستل گنا کشادہ کر دیا۔ ان اژدہوں نے حکم خدا سے پیغمبر اسلام کو سلام کیا۔ السلام علیک یا محمد السلام علیک یا سید الوصیین۔ پھر آپ کی ذریت کو سلام کیا، اور کہا السلام علیک علی ذریتک الطیبین الطاہرین الذین جعلوا علی الخلائق قوامین۔ یعنی سلام ہو آپ کی پانچ اور طاہر ذریت پر جن کو خدا نے اپنی مخلوق پر امر کے قائم کرنے والے قرار دیا ہے ہم جو ان منافقوں کے تازیانے ہیں خدا نے اس مومن سلمان کی دعا سے اژدہ بنا دیا ہے۔ پس رسول خدا نے فرمایا شکریہ اس خدا کا جس نے میری امت میں حضرت نوح کے مانند صبر کرنے والا اور آخر وقت تک بددعا نہ کرنے والا قرار دیا۔ پس ان اژدہوں نے ندا دی۔ یا رسول اللہ مملکت خداوندی میں ہمارا غیظ و غضب شدید ہے، آپ کے اولاد آپ کے وحی کے حکم سے ان کافروں پر۔ پس آپ خدا سے دعا کریں کہ ہمیں جہنم کے سانپوں میں قرار دے تاکہ وہاں بھی ان پر مسلط ہوں اور ان پر جہنم کا عذاب کر نیوالوں میں ہمارا شمار ہو جس طرح دنیا میں ہم نے ان کو عذاب میں مبتلا کیا ہے۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا تم نے جس چیز کا سوال کیا ہے وہ تم کو مل گئی پس تم طمق ہو جاؤ در کات جہنم کے سب سے نیچے طبقہ میں اب تم جو اجزائے بدن ان کے تمہارے شکموں میں ہیں۔ ان کو باہر نکالو تاکہ ان کافروں کی زمانہ میں ذلت و رسوائی ہو، اور مومنین کی عبرت کا

باعث ہو، لوگ ان کو دفن کریں اور جو ان کی قبر کی طرف سے گذرے وہ پکار اٹھے کہ یہ وہ ملعون (یہودی) ہیں جو غضب الہی میں سلمان محمدی کی دعا سے جو محمد کا دوست ہے۔ گرفتار ہوئے۔ پس سانپوں نے آنحضرت کے حکم سے ان کافروں کے بدنوں کو اگل دیا۔ اور ان کافروں کے عزیزوں اور رشتہ داروں نے آکر دفن کیا۔ اس معجزہ کو دیکھ کر بہت سے کافروں نے اسلام قبول کیا اور خالص مومن ہو گئے، اور بہت سے منافقوں اور کافروں نے کہا کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔

پس جناب رسول خدا جناب سلمان سے مخاطب ہوئے اور فرمایا لے ابو عبد اللہ تو میرے اوپر خاص ایمان لانے والوں میں سے ہے۔ ملائکہ مقربین کا دوست اور تو آسمانوں، حجب الہی، کرسی و عرش عظیم الہی اور جو کچھ عرش و تخت الشری کے درمیان ہوا میں ہے۔ ان کے اہل کے نزدیک فضیلت و کرامت میں مشہور ترین ہے، اس آفتاب سے جو اس دن طالع ہوا ہو جو ہوا میں کوئی ابرو غبار اور تیرگی نہ ہو، اور اسے سلمان تو نیکو ترین شخص ہے، ان لوگوں میں جن کی آیت کریمہ میں مدح کی گئی ہے۔ (ان الذین یؤمنون بالغیب)

(حیات القلوب ج ۲ ص ۶۴۵ تا ص ۶۴۷)

جس گروہ کے پاس سے ہو کر گزرتا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ سلمان کیا تم بغلی
 میں مشک لے جاتے ہو میں ان سے صاف کہہ دیتا تھا کہ مشک نہیں مگر
 یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ کیا ہے حال کلام جب افطار کا وقت آیا تو میں نے
 وہ چھوڑا اور سب کھا لیا مگر گھٹلی کا نشان بھی نہ تھا دوسرے دن مخدوم
 کو نین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اس میں گھٹلی تو نیام کو نہ تھی فرمایا
 گھٹلی کہاں سے ہو یہ تو اس خدمت کا بھل تھا جو خدا نے میری دعا
 کے سبب سے لگایا ہے جو میرے والد نے مجھے تعلیم فرمائی ہے اور میں اسے
 صبح و شام پڑھتی ہوں سلمان نے عرض کی اے سیدہ عالیاں وہ دعا مجھے بھی
 تعلیم فرماتے تھے فرمایا اچھا اگر تم چاہتے ہو کہ جب تک زندہ رہو بخار میں
 کبھی مبتلا نہ ہو تو یہ دعا روز پڑھ لیا کرو۔

بسم الله الرحمن الرحيم - بسم الله التور بسم الله النور بسم
 الله النور على نور بسم الله الذي هو يدبر الالامور بسم الله الذي
 خلق النور من النور الحمد لله الذي خلق النور من النور وانزل
 النور على الطور في كتاب مسطور في راق منشور بقدر مقدور على
 مني مجبور الحمد لله الذي هو بالقرن المذكور وبالغفر مشهور وعلى
 السوا والافتراء وشكوا صلى الله على سيدنا محمد وآله اطاهرين
 سلمان فارسي رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ دعا تمہارے دین کے رہنے والوں
 میں سے ہزار آدمیوں سے زیادہ کو تعلیم کی جن کو بخار تھا سب نے اس کو
 برکت سے نجات پائی۔ (ماخوذ از التوارخ جلد ۳ ص ۳۱۳)

آنحضرت نے سلمان کو ایک انگشتری دی کہ اس پر لا الہ الا اللہ نقش
 کر لاؤ۔ آپ نے اوزلا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ بھی نقش کرا کے
 لے آئے آنحضرت نے دریافت فرمایا کہ سلمان یہ کیا ہے آپ نے عرض کی
 یا رسول اللہ آپ نے لا الہ الا اللہ لکھوانے کا حکم دیا تھا میری خواہش
 ہوئی کہ محمد رسول اللہ بھی ضم کر ادوں آنحضرت نے دریافت فرمایا اور یہ خط
 کیسا ہے جبرائیل نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدا اسلام کتا ہے
 اور فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ آپ کے کہنے پر محمد رسول اللہ سلمان کے
 چاہنے پر اور علی ولی اللہ میری نثار پر نقش ہوا ہے اس لیے کہ کلمہ شہادت
 بغیر ولایت علیؑ کامل نہیں ہوتا۔

(فوحات القدس قلمی رضا لائبریری رامپور ص ۳۴)

اذین قبیل بہت سے واقعات ہیں جن سے آپ کا صاحب کرامات
 ہوتا ثابت ہے مثلاً وفات سے پہلے مردوں سے باتیں کرنا جو وفات
 کے ذکر میں آئے گا۔

اخلاق و اوصاف

جناب سلمان محمدی نے اپنے اخلاق و اوصاف کی تکمیل بغیر اسلام امدان کے خاندان والوں سے انھیں میں کا ایک فرد بن کر کی تھی اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ ان کے اخلاق و عادات زندگی کے ہر شعبہ میں معیارِ حقیقت کے مالک تھے خاص خاص اخلاق و اوصاف جن کے متعلق مورخین نے مخصوص طور پر واقعات نقل کیے ہیں وہ آپ کی سادگی، رواداری، مساوات، ہمانوانی، سخاوت، کلمن کی اہوا، اسلام اور مسلمانوں کی بھرتو اسی شجاعت، جرات و بہت صاف گوئی اور حق گوئی عبادت و ریاضت، زہد و ورع اور تقویٰ و پرہیزگاری وغیرہ ہیں جن میں سے بعض صفات کا بیان ہو چکا ہے اور بعض کو یہاں لکھا جا رہا ہے۔

آپ کی تقویٰ و پرہیزگاری میں تکلف کے آب و رنگ کے بجائے سادگی بہت زیادہ غالب تھی۔ سہ ماہی زمانہ میں قائم رہی مجبوری اور بے بسی کا نادم قناعت یا درویشی "عصمت بی بی ازبے چادری" کے مقولہ کے موافق اکثر اہلکے دنیا کا شعار رہتا ہے مگر حکومت و اقتدار کے ساتھ فقیرانہ زندگی اختیار کرنا بلند مرتبہ خاصان خدا کا حصہ ہے

عرائن کی امارت کے زمانے میں جبکہ شان و شوکت اور خدم و حشم وغیرہ تمام لوازم آپ کے لیے تھے اور پانچ ہزار و طیفہ پاتے تھے اس وقت بھی آپ کی سادگی میں کوئی فرق نہ آیا ایک چادر تھی جس کے نصف حصہ کو پینٹنے اور نصف کو بیچھاتے تھے۔ زندگی بھر گھر نہیں بنایا دیواروں اور درختوں کے سایہ میں زندگی گزار دی ایک مرتبہ خذیفہ نے آپ سے کہا ہم تمہارے لیے گھر نہ بنوادیں؟ آپ نے پوچھا کیوں؟ کیا اس لیے کہ ٹھیکو بادشاہ بادو اور میرے واسطے ایسا گھر تعمیر کرو جیسا کہ تمہارا مدائن میں ہے انھوں نے جواب دیا نہیں بلکہ پھوس کا اور اس کی چھت چھانی کی ہوگی اور صرف اتنا بلند ہو کہ جب تم کھڑے ہو تو تمہارا سر چھت کے جا کر لگے اور تمہارے سر پر گرنے کے لیے تیار ہو اور جب سو رہو تو تمہارے پر دیوار سے ٹکرائیں اور چھت تمہاری آنکھوں پر گرنے کے قریب ہو۔ آپ نے جواب دیا کہ گویا تم میرے دل میں تھے اور جو میری خواہش تھی اسی کو تم نے بیان کیا۔ (اسد الغابہ ج ۲)

ایک مرتبہ ایک فوجی دستے کی سرداری آپ کے سپرد ہوئی فوجی شان و شوکت کا تذکرہ ہی کیا یہاں معمولی سپاہی کی بھی وضع نہ تھی چنانچہ فوجی نوجوان دیکھ کر ہنستے اور کہتے یہی ہمارے امیر ہیں وفات کے وقت بیس بائیس درہم سے زیادہ کا اتنا نہ نہ تھا بستر میں معمولی سا بچھونا اور دو اینٹیں جن کا ٹکیر بناتے تھے اس پر بھی روکتے تھے اور فرماتے تھے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ انسان کا ساتھ دو سامان ایک مسافر سے زیادہ

نہ ہو اور میرا یہ حال ہے۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین ص ۵۸)

مساوات

کبھی غلام سے دو کام ایک وقت میں نہ لیتے تھے آپ کے یہاں فرائض کی تقسیم بھی تھی اور اسی طرح حقوق میں بھی حقیقی مساوات تھی۔ آپ کا اپنے غلاموں کے ساتھ وہ حسن سلوک تھا جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ خادم کو گوشت کی بوٹیاں گن کر دیا کرتے تھے، کہ کہیں اس کی طرف سے سوء ظن پیدا نہ ہو جائے (صحابہ و تابعین ص ۵۸)

ضیافت

جو شخص بھی بحیثیت مہمان آتا ہے تکلفی سے جو کچھ ہوتا اس کے سامنے لا کر رکھ دیتے اور فرما دیا کرتے تھے، اگر خدا کے ہرگز یہ رسول نے تکلف کو منع نہ فرما دیا ہوتا تو میں تمہارے لئے ضرور تکلف کرتا۔ اور تکلف کے معنی یہ ہیں کہ جو چیز موجود نہ ہو اسکو بہ تکلف حاضر کیا جائے۔

ابو دائل سے مروی ہے کہ ایک بار میں اپنے ایک دوست کے ساتھ آپ کا مہمان ہوا۔ آپ نے بے تکلفی سے جو کی روٹی اور نمک ہمارے سامنے لا کر رکھ دیا۔ میرے ساتھی نے کہا۔ اگر اس کے ساتھ پودینہ ہوتا تو زیادہ اچھا ہوتا۔ یہ سن کر آپ اپنا لٹوالے ہوئے باہر گئے۔ اور چند منٹ بعد پودینہ لے کر واپس آ گئے ہمیں دیکھ کر کہا، لو کھاؤ۔ میرے دوست نے کھانا کھانے کے بعد کہا شکریہ ہے اس خدا کا جس نے ہم کو ہماری روزی پر تالیق بنایا۔ آپ نے فرمایا اگر قناعت کرنے والے ہوتے تو اس وقت میرا لٹوالا بہن ہو کہ یہ پودینہ نہ آتا۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱)

امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن سلمان نے حضرت ابوذر کی دعوت کی۔ دو روٹیاں ان کے سامنے لاکر رکھ دیں۔ ابوذر نے ان روٹیوں کو ہاتھ میں اٹھا کر بغور دیکھنا شروع کیا۔ آپ نے پوچھا اسے ابوذر! کیا دیکھ رہے ہو۔ جناب ابوذر نے جواب دیا، میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ میں سے کچی تو نہیں رہ گئی ہے۔ یہ سن کر آپ کو غصہ آ گیا۔ فرمایا اسے ابوذر! کیا تمہاری یہ جرات ہے کہ اس روٹی کو ہاتھ میں پھیراؤ اور اس کے عیوب پر نظر کرو۔ بخدا اس کے لئے بہت سے کارکنان قدرت نے کام کیا ہے۔ پانی، ہوا، برق اور نہ معلوم کس کس کا ہاتھ اس کی تیاری میں ہے۔ اسے ابوذر! کیا تم سے ممکن ہے کہ اس نعمت کا شکر ادا کر سکو۔ ابوذر یہ سن کر بہت نادم ہوئے۔ اور کہا اے سلمان میں اپنے اس قول پر خدا سے توبہ اور تم سے معذرت چاہتا ہوں۔

کلینی نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خدا نے سلمان و ابوذر کے درمیان اخوت قرار دی، اور ابوذر کو یہ تاکید کی کہ کبھی سلمان کی مخالفت نہ کریں۔ (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۶)

حق گوئی اور حاضر جوابی

فرمایا تم میں کون ہے جو صائم النہار (دن میں روزہ رکھنے والا) اور قائم اللیل (راتوں کو عبادت میں بسر کرنے والا) ہو اور قرآن کو رات میں ختم کرتا ہے۔ سلمان نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ! یہ سن کر کچھ لوگوں کو غصہ آیا۔ اور کہنے لگے، ایک

مرد فارسی اسے گروہ قریش ہم پر فخر کرتا ہے۔ وہ اپنے ان دعوتوں میں جھوٹا ہے حضرت نے فرمایا خاموش رہو (اے فلاں) سلمان کی مثل تم میں کون ہے۔ وہ لقمان حکمت ہے، اس سے جو پوچھو وہ بتائے گا۔ اس نے کہا اے سلمان میں اکثر ایام میں تم کو کھاتے اور راتوں کو سوتے دیکھائے۔ اور اکثر ایام میں خاموش دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں جیسا تم نے سمجھا ہے بلکہ صورت یہ ہے کہ میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں اور اذیت فرماتا ہے۔ من جاء بالحسنه فله عشر امثالها جو ایک نیکی کرے گا۔ اس کو دس گنی ثواب ملے گا، اور میں وجب و شعیبان کو ماہ رمضان سے ملاتا ہوں۔ پس یہ صوم اللہ پر ہے اور میں نے رسول سے سنا ہے، جو شخص رات کو باطہارت سو یا گیا، گویا اس نے تمام رات عبادت کی میں ایسا ہی کرتا ہوں، اور میں نے رسول سے سنا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی تمہاری مثال میری امت میں قل هو اللہ احد کی سی ہے کہ جس نے اسے ایک بار پڑھا تو گویا تہائی قرآن پڑھ لیا اور جس نے دوبار پڑھا اس نے دو تہائی قرآن ختم کر لیا اور جس نے تین بار پڑھا اس نے پورا قرآن مجید ختم کر لیا۔ اسی طرح اے علی جس نے تمہیں زبان سے دوست رکھا اس کا ایک ثلث ایمان کامل ہوا اور جس نے زبان و دل سے دوست رکھا اس کا دو ثلث ایمان کامل ہوا، اور جس نے زبان و دل سے دوست رکھا اور ہاتھوں سے تمہاری مدد کی، اس کا ایمان کامل ہوا قسم اس ذات کی جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اے علی اگر اہل زمین تمہیں اتنا ہی دوست رکھیں جتنا اہل آسمان تو خدا کسی کو دوزخ

میں نہ ڈالے اور میں سورہ قل هو اللہُ من بار پڑھتا ہوں۔

(مناقب ابن شہر آشوب حیات القلوب ج ۲ ص ۶۱۵)

کتاب ابن بابویہ و البلاغ القاسم البستی وقاضی ابو عمرو ابن احمد میں جابر اور انس سے روایت ہے کہ ایک جماعت نے حضرت عمر کے سامنے حضرت علیؓ کی منقبت کی جناب سلمانؓ نے کہا اے عمر تم کو کیا وہ دن یاد نہیں جب کہ تم اور میں اور حضرت ابوبکر و ابوذر حضرت رسول خدا کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپسے ہمارے لئے اپنا شعلہ بچھایا ہم سب کو ایک کٹانے پر بٹھایا اور علیؓ کو بیچ میں اور پھر فرمایا اے ابوبکر کھڑے ہو اور علیؓ کو سلام کرو امانت و خلافت مسلمان کی بنا پر۔ اسی طرح ہر ایک سے فرمایا۔ پھر علیؓ سے فرمایا اے علیؓ سلام کرو اس نور (آفتاب) کو انہوں نے کہا اے خدا کی چمکتی ہوئی آیت تجھ پر میرا سلام۔ آفتاب سے آواز آئی و علیک السلام۔ اس کے بعد حضرت رسول خدا نے فرمایا خداوند تو نے میرے بھائی سلیمان کو ملک دیا اور ہوا کو مستحق کیا جو ان کا بساط (تخت) کو ایک ماہ کی راہ لیجاتی تھی اور شام کو ایک ماہ کی راہ۔ تو اس ہوا کو بھیج دیا تاکہ ان لوگوں کو اصحاب کہف تک لیجائے حضرت علیؓ فرماتے ہیں ہم کو ہوانے اٹھایا اور جب حکم خدا تھا چلی میں نے کہا، اے ہوا اب ہم کو اصحاب کے پاس اتار دے ہم غار کے اندر پہنچے تو ہم میں سے ہر ایک نے ان کو سلام کیا مگر انہوں نے کسی کو جواب نہ دید پھر میں نے کہا السلام علیکم یا اصحاب الکہف، انہوں نے کہا و علیک السلام اے وحی محمدؐ ہم اس جگہ دقیا نوس کے زمانے سے

مجبوس اقدار ہیں سلمان کہتے ہیں، حضرت علیؓ نے ان سے کہا تم نے میرے ساتھ حضور کے سلام کا جواب کیوں نہ دیا انہوں نے کہا ہم سوائے نبی یا وحی نبی اور کسی کے سوال کا جواب نہیں دیتے تم وحی قائم النبین ہو اور خلیفہ رب العالمین ہو۔ ہم وہاں سے پھر چلے کچھ دیر کے بعد علیؓ نے ہوا سے کہا ہمیں اتار دے ہم سب نے وضو کیا، حضرت علیؓ نے فرمایا ہم نماز صبح میں رسولؐ کے ساتھ شریک ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہم نے ایک رکعت پائی۔ اس نے کہا علیؓ نے جبکہ وہ منبر کو نہ پہنچتے مجھ کے تصدیق چاہی میں نے بس و پیش کی فرمایا خدا تیرے جسم کو مبروں کر دے تیرے پیٹ میں آگ بھرد اور تیری آنکھیں اندھی کر دے بس میں مبروں اور اندھا بھی ہوا اور ماہ رمضان وغیرہ میں روزہ رکھنے کے قابل نہ رہا (مجمع الفضائل ص ۱۹۵)

جناب سلمان کی حق گوئی صفائی، ہمت و جرات کے مزید واقعات پچھلے بیانات میں گذر چکے ہیں خصوصیت سے حسب ذنب اور سعیت ابوبکر کے بیانات ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ نجیب اللہ صاحب ندوی رفیق دار المصنفین اہل کتاب زہد و تقویٰ صحابہ و تابعین میں لکھتے ہیں کہ آپ کا زہد و ورع اس حد تک پہنچ گیا تھا کہ جس کے بعد ربانیت کی حد شروع ہو جاتی ہے لیکن اس سے یہ نہ بگھنا چاہیے کہ وہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ربانیت کی طرف مائل تھے مذہبی تشدد کے ساتھ ساتھ دنیاوی حقوق کا بھی پورا پورا لحاظ رکھتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے تھے (اہل کتاب صحابہ و تابعین ص ۵۵)

آپ احکام خدا کے ہر گوشہ پر نظر رکھتے تھے ایک دفعہ ابو درداء کے گھسے
ان سے ملنے کے لیے گئے تو دیکھا ابو درداء کی بیوی میلہ لباس پہنے ہوئی تھی
بتائے ہوئے ہے پوچھا ایسا کیوں ہے اس نے کہا تمہارے بھائی ابو درداء
کو دنیا کی کوئی حاجت نہیں ہے زمان کو چھوڑو کوئی کام ہے پھر کیوں نہ میت
کروں اتنے میں ابو درداء آگئے اور جناب سلمان کے لیے کھانا پیش کیا آپ
نے کہا تم بھی کھاؤ انھوں نے جواب دیا میں روزہ سے ہوں کہا جب تک
تم نہ کھاؤ گے میں بھی نہ کھاؤں گا اس روز رات کو بھی جناب سلمان وہیں
بہے دیکھا کہ ابو درداء نے رات کو بھی عبادت شروع کی تو آپ نے ان کو
اس سے روکا اور کہا جس طرح تم بیخدا کا حق ہے تمہارے اہل کا بھی ہے
اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے ہر مقدار کو اس کا حق پہنچنا چاہئے یعنی
عبادت بھی کرو، بیوی سے مباشرت بھی کرو اور آرام بھی کرو دوسرے
دن دونوں شخص رسول کی خدمت میں گئے اور یہ سب واقعات بیان کیا تو
حضرت نے فرمایا سلمان نے بالکل ٹھیک کہا ہے۔

(استیعاب ج ۲ ص ۵۵۸)

صدقات سے اجتناب
صدقات سے اجتناب یعنی صدقہ کا اونٹنی شائبہ ہوتا تو اس سے
بھی احتراز کرتے ایک غلام نے خواہش کی کہ مجھ کو مکاتب بنا دیکھے فرمایا
تمہارے پاس کچھ ہے اس نے عرض کیا میں لوگوں سے انگہ کر ادا کر دوں گا
فرمایا تم مجھ کو لوگوں کے ہاتھ کا دھو دن کھانا چاہتے ہو (ابن سعد ج ۲ ص ۵۵۹)

چونکہ آپ حق بات کہنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے
رعاب و جلال تھے اس لیے باوجود فقیرانہ زندگی کے اصحاب رسول آپ
سے خوف کھاتے تھے ایک مرتبہ آپ حضرت عمر کے پاس گئے اس وقت وہ
ایک گدے پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے آپ کو دیکھ کر وہ گدے کا ڈانگہ
آپ کی طرف بڑھا دیا۔ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۵۹۹)

چند جواہر نیرے

آپ کے بہت سے حکیمانہ جملے اور ذریں اقوال کتب احادیث میں موجود ہیں ان میں سے چند یہاں نقل کئے جا رہے ہیں۔

(۱) آپ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرتؐ کو فرماتے سنا ہے کہ دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (متدرک حاکم ج ۳ ص ۱۱۳)

(۲) ابو دردرا نے آپؐ کو شام سے خط لکھا کہ تم پر سلام ہو اما بعد خدانے مجھے تمہارے بعد مال اور لڑکے عنایت کیے اور میں باک نہ مین یہ فزوش ہوا مسلمان نے ان کو جواب لکھا تم پر سلام ہو۔ تم نے مجھے لکھا تھا کہ خدانے تم کو مال و فرزند عطا کیے تو تمہیں معلوم ہوتا چاہیے کہ مالی و فرزند کی زیادتی خیر نہیں ہے خیر یہ ہے کہ تمہارا علم زیادہ ہو اور تمہارا علم تم کو نفع پہنچائے اور تم نے مجھے لکھا تھا کہ تم ارض مقدسہ میں وارد ہوئے ہو حالانکہ زمین کسی کے واسطے عمل نہیں کرتی تم عمل کرو تو یہ ایسا ہے گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اپنے آپ کو مردوں سے شمار کرو۔

(ترجمہ اسد الغابہ ج ۴ ص ۱۱۱)

(۳) حضرت عثمانؓ کے بعد خلافت میں ہمارے سردار ابن ابی وقاص

عیادت کو گئے تو رونے لگے سعد نے کہا ابو عبد اللہ رونے کا کوئی مقام ہے آنحضرت تم سے خوش و مسرور دنیا سے اٹھے تم ان سے حوض کوثر پر لوگے بچھڑے ہوئے ساتھیوں سے ملاقات ہوگی آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں موت سے نہیں ڈرتا اور نہ دنیا کی حرص باقی ہے اور تم اس لئے کہ رسول نے ہم سے فرمایا تھا اور عہد لیا تھا کہ تمھارا دنیاوی سارہ و سامان ایک مسافر کے زادراہ سے زیادہ نہ ہو حالانکہ میرے گرد اس قدر سائب (اسباب) جمع ہیں سعد کہتے ہیں کل سامان میں جس کو سائب سے تعبیر کیا تھا ایک بڑا بیالہ ایک لکڑی اور ایک طشت سے زیادہ نہ تھا اس کے بعد سعد نے خواہش کی کہ مجھ کو کچھ نصیحت کئے فرمایا کسی کام کا قصہ کرتے وقت، فیصلہ کرتے وقت اور تقسیم کرتے وقت خدا کو یاد رکھا کرو۔ اسی بیماری کے دوران دوسرے اصحاب نے بھی نصیحت اور وصیت کی خواہش کی فرمایا تم میں سے جس سے برسکے اس کی کوشش کرے کہ درج و عمرہ، جہاد یا قرآن پڑھے ہوئے جان مے اور نفع و فخر اور خیانت کی حالت میں نہ مرے۔ (طبقات ابن سعد حالات سلمان)

(۱۴) آپ کی وفات عبداللہ بن سلام سے پہلے ہوگئی تھی ایک دن عبداللہ نے خواب میں آپ کو دیکھا تو پوچھا اے سلمان سب سے بہتر از روئے عمل آپ تھے کس چیز کو پایا فرمایا تو کل عجب چیز ہے۔

(ابن سعد جزو ۱ ق اول ص ۱۶)

(۱۵) علامہ توری ماثر ندوانی نے کتاب روضۃ الواعظین کے حوالے

سے نقل کیا ہے کہ ابن عباس کہتے تھے کہ میں نے سلمان کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا اللہ اور رسول پر ایمان کے علاوہ آپ نے جنت حاصل کرنے کے لیے کس چیز کو افضل پایا۔ آپ نے فرمایا میں نے ایمان باللہ اور رسول کے بعد کسی چیز کو اس شخص سے افضل نہیں پایا جس نے علی بن ابی طالب سے محبت کی اور ان کی پیروی کی۔

(نفس الرطین)

(۱۶) ایک مرتبہ دجلہ کے قریب جانے کا اتفاق ہوا آپ کا ایک شاگرد بھی ساتھ تھا آپ نے اس سے کہا کہ گھوڑے کو پانی پلا لاؤ اس نے حکم کی تعمیل کی آپ نے فرمایا خوب ایسی طرح پلا لاؤ جیسا وہ سیراب ہو گیا تو شاگرد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ علم کی مثال بھی ایسی ہی ہے اس میں سے جتنا بھی خرچ کیا جائے گھٹتا نہیں تم کو چاہئے کہ علم نافع حاصل کرو۔

(۱۷) آپ نے فرمایا کہ علم بہت ہے اور عمر چھوڑی ہے تو بقدر علم دین اسے حاصل کرو اور ساری دنیا کے علوم کے پیچھے نہ پیرو۔

(۱۸) آپ نے فرمایا کہ مومن کی مثال ایک مریض کی سی ہے اس کے پاس طبیب موجود ہے جو مریض اور اس کے علاج سے بخوبی واقف ہے مریض کو جب کسی ایسی چیز کی خواہش ہوتی ہے جو اس کے لیے مضر ہو تو وہ اس کو دکتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے اور وہ جنت کی تمام نعمتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے اگر وہ پہلے سے باز نہ رکھا گیا ہوتا اس کو یہ

نعمتیں کیسے ملتیں۔

(۹۱) آپ فرماتے تھے کہ مجھے تین آدمیوں پر بڑا تعجب ہوتا ہے ایک وہ جو دنیا کی طلب میں پڑا ہوا ہے اور موت اسے طلب کر رہی ہے دوسرا وہ جو موت سے غافل ہے بسرا وہ جو تقہ مار کر سنتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ اللہ اس سے راضی ہے یا ناراض۔ فرمایا تین چیزیں تھے اس قدر غمگین کرتی ہیں کہ میں رو دیتا ہوں ایک آنحضرتؐ اور ان کے دوستوں کا فراق دوسرے عذابِ قبر تیسرے قیامت کا خطرہ۔

(۱۰) آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے نصیحت کی خواہش کی آپ نے فرمایا بولو نہیں اس نے کہا لوگوں میں رہ کر یہ کیسے ممکن ہے آپ نے فرمایا اگر بولو تو صحیح اور مناسب بات کہو اس نے کہا کہ کچھ اور ارشاد ہو فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔ اس نے کہا میں غصہ میں قابو سے باہر ہو جاتا ہوں۔ فرمایا کہ اپنے ہاتھ اور زبان کو قابو میں رکھو۔ اس نے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیے فرمایا کہ لوگوں سے طوطو نہیں اس نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ لوگوں سے ملاحظہ نہ جائے آپ نے فرمایا اگر ملتے ملتے ہو تو پھر بات میں سچائی سے کام لو۔ (اہل کتاب صحابہ و تابعین ص ۱۱۱)

(۱۱) آپ فرماتے ہیں کہ میں نے توراہ میں پڑھا ہے کہ کھانے کے بعد وضو یا عتبات برکت ہے جب رسولؐ سے میں نے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ قبل اور بعد طعام یا عتبات برکت ہے۔

(مسند ج ۵ ص ۲۴۱)

(۱۲) دو آدمی آپ کے پاس مدائن میں شام سے آئے اور انہوں نے آکر کہا آپ کے بھائی ابو درداء کے پاس سے آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ اس نے جو دیر مجھے بھیجا ہے وہ مجھے پہنچاؤ انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں کوئی ہدیہ یا تحفہ اس نے نہیں دیا۔ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور امانت ادا کرو انہوں نے پھر کہا کہ ہمارے پاس کوئی مال ایسا نہیں ہے جو اس نے بطور تحفہ آپ کے لیے بھیجا ہو آپ نے فرمایا کہ مجھے مال کی ضرورت نہیں ہے ان لوگوں نے کہا ہاں ہم نوک حیب و ہاں سے ملے تھے تو اس نے آپ کو سلام کہا تھا آپ نے فرمایا کہ اس سے بڑا بھی کوئی ہدیہ و تحفہ ہو سکتا ہے۔

(طیبة اللہ لیاج اول ص ۱۱۱)

ازدواج و اولاد

طبقہ جہلاء میں عام طور سے آپ کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ آپ نے شادی نہیں کی تھی اور آپ محبوبہ یعنی عنت یا خواجہ سرا تھے۔ یہ بالکل غلط ہے آپ نے بنی کندہ کی ایک عورت کے ساتھ شادی کی تھی جس سے دو فرزند پیدا ہوئے انہیں سے آپ کو کثرت نسل کا شرف حاصل ہوا۔ ان میں سے بعض اسی جگہ آباد تھے۔ اور سب کے سب صاحبانِ فضل و عقل تھے۔

(مجالس المؤمنین ص ۸۹)

اسد الغابہ میں ہے کہ آپ کی تین لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی اصفہان میں اور ایک جماعت کا خیال ہے کہ اہل اصفہان انہیں کی اولاد ہیں۔ اور دو لڑکیاں مصر میں تھیں۔ (اسد الغابہ ج ۴)

عبداللہ بن سلمیٰ سے روایت ہے کہ سلمان نے بنی کندہ کی ایک عورت سے شادی کی تھی جب رات کا وقت آیا آپ اس کے پاس بیٹھے اس کی پستانی کو مس کیا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی اور اس سے فرماتے تھے، میری اطاعت کہہ اس چیز میں جس کا خدا نے تجھے حکم دیا ہے، وہ کہتی تھی میں مطیع اور فرمانبردار ہوں۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے خلیل آنحضرت مجھے وصیت کی ہے

کہ جب میں اپنے اہل کے ساتھ جمع ہوں تو اللہ کی اطاعت پر جمع ہوں پس آپ اور وہ دونوں گھڑے ہو گئے۔ دونوں نے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر اس قطری تقاضہ کی تکمیل کی جو مرد اپنی عورتوں سے کرتے ہیں، جب صبح ہوئی تو آپ کے مصاحبین نے آپ سے پوچھا، آپ نے اپنی زوجہ کو کیسے پایا۔ آپ نے ان کو بتانے سے اعراض فرمایا۔ اور کہا کہ خدا نے ستر پوشی کا حکم دیا ہے لہذا اس کے بارے میں ہرگز سوال نہ کرو۔

کتاب مہج الدعوات کی حدیث تحفۃ الجنۃ میں ہے کہ آپ کے ایک صاحبزادے تھے جن کا نام عبداللہ تھا (اسی لئے آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہو گئی۔ (مؤلف کتاب لہذا)

وہ روایت حبیبیہ یہ کہا گیا ہے کہ جناب سلمان نے ترویج نہیں فرمائی ضعیف ہے۔ روایات معتبرہ و مشہورہ کے مقابلہ میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اس روایت کا راوی حسین بن حمدان ضعیف راوی ہے اور اس کے اوپر اعتبار جائز نہیں ہے۔ بخاشی کا قول ہے کہ حسین بن حمدان البصینی جنبدانی ابو عبداللہ فاسد الحدیث تھا۔ اور خلاصہ میں مزید کہا گیا ہے، کہ وہ کاذب و ملعون تھا۔ (نفس الرحمن)

مدت حیات

آپ کی عمر کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ کتاب سعد الاخبار میں ڈھائی سو، تین سو، ساڑھے تین سو اور ڈیڑھ ہزار سال تک کی روایات موجود ہیں۔ اسی طرح اسد الغابہ میں ہے کہ عباس ابن یزید نے کہا ہے کہ سلمان ساڑھے تین سو برس زندہ رہے۔ لیکن ڈھائی سو میں کسی کو شک نہیں ہے۔ ابو نعیم نے کہا کہ سلمان بڑی عمر والوں میں سے تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ انہوں نے حواریین عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے خود عیسیٰ ابن مریم کو پایا تھا۔ اور دونوں کتابیں پڑھی تھیں۔ (ترجمہ اسد الغابہ ج ۴)

مگر علامہ ذہبی لکھتے ہیں ظہوری انہ ما زاد علی الثمانین مجھے ظاہر ہوا ہے کہ ان کی عمر انسی سال سے زیادہ نہیں تھی۔

(اصابہ ج ۳ ص ۱۱۳)

غالباً موصوف کو الہام ہوا ہو گا اس لئے کہ یہ کہنے کے بعد کوئی

ثبوت اپنے دعویٰ میں پیش نہیں فرمایا۔

ہمارے نزدیک ساڑھے تین سو برس والی روایت زیادہ معتبر ہے

اس لیے کہ آپ نے زیارت رسول کے شوق میں وطن چھوڑا اور دس
راہوں کی صحبت حاصل کی شرف زیارت حاصل ہوا۔ اور پھر آنحضرت
کی وفات کے بعد پچیس ۲۵ چھبیس برس زندہ رہے یہ سب اسی سال
کی عمر میں نامکن ہے علامہ انہی جن روایات میں سارٹھے تین سو بیس
عمر بتائی گئی ہے وہ کتب تاریخ میں مشہور اور معتبر ہونے کے ساتھ
کثرت سے ہیں۔

فوغات القدس کی اس روایت سے بھی آپ کی عمر تین سو سال سے
زیادہ ہی ظاہر ہوتی ہے کہ ایک دن جناب امیر المومنینؑ بیٹھے ہوئے
خوسے کھا رہے تھے آپ نے مزاجاً ایک گٹھلی سلیمانؑ کی طرف پھینکی جس پر
آپ نے کہا اے علیؑ آپ مجھ سے مزاج فرما رہے ہیں حالانکہ میں سن
میں آپ سے بڑا ہوں اور آپ میرے سامنے ایک کھن بچے ہیں بچوں
کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ بڑوں سے مزاج کریں۔ امیر المومنینؑ
نے جواب دیا اے سلیمانؑ تم اپنے آپ کو بزرگ سمجھتے ہو اور مجھے خورد
حالانکہ تم یہ بھول گئے کہ جب تم محل میں پانی کے ایک چشمہ پر غسل کر رہے
تھے تو ایک جنگلی شیر نے تم پر حملہ کیا تھا تم نے اس مصیبت سے بچنے
کے لیے بارگاہ قدس میں دعا کی تھی تو ایک شخص نے جو گھوڑے پر
سوار ذرع پینے ہاتھ میں تلوار لیے ہرنے تھا بھاری مدد کی تھی جاتے پھر
وہ کون تھا اے سلیمانؑ ذرا خورد سے دیکھو وہ شخص میں ہی تو تھا سلیمانؑ
نے اس کا اقرار خدمت نبوی میں آکر کیا اور امیر المومنینؑ سے عرض کیا

سلیمان محمدی

کہ اے علیؑ اس واقعہ کو تین سو تیس سال گزر گئے ہیں آج تک میں نے
کسی سے ذکر نہیں کیا تھا آج آپ نے اس کو یاد دلادیا۔

فوغات القدس قلمی ۲۳۳ رضا لاہوری رام پور

یہ واقعہ آنحضرت کے زمانہ کا ہے اگر اس کو آپ کی زندگی کے آخری
ایام کا بھی مانا جائے تب بھی پیغمبر کے بعد سلیمانؑ ۲۵ سال زندہ رہے
اس صورت سے آپ کی عمر سارٹھے تین سو سال سے کچھ زیادہ ہی قرار
پاتی ہے۔

وفات

کتاب الفضائل میں شیخ الفقیہ ابو الفضل سدید الملتہ والدین شاذان بن جبرائیل بن اسمعیل بن ابی طالب القمی اصبح بن نباتہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں سلمان فارسی کے ساتھ تھا جبکہ وہ مدائن کے حاکم تھے اور یہ ابتداء خلافت امیر المومنین کا زمانہ تھا حضرت عمر بن خطاب نے آپ کو مدائن کا حاکم بنایا تھا اس عہدہ پر آپ اس وقت تک قائم رہے جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب والی امر ہوئے۔ اصبح کہتے ہیں کہ میں ایک روز ان سے ملاقات کے لئے گیا وہ سخت بیمار تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے اے اصبح مجھ سے جناب رسول خدا نے فرمایا تھا کہ اے سلمان جب تم سے مرنے کا زمانہ قریب ہوگا تو مردہ تم سے باتیں کرے گا اب تم لوگ مجھے تختہ پر لٹا کر قبرستان مدائن میں لے چلو جب ان کو قبرستان میں لے آئے منہ قبلہ کی طرف کر دیا آپ نے باواؤز بلند اس طرح کہا اے وہ لوگو! جن کی جانیں فنا ہو گئی ہیں تم پر سلام ہو تم کو دنیا کی طرف سے کس چیز نے نانا امید کر دیا ہے کسی نے کوئی جواب نہ دیا آپ نے اسی طرح چند مرتبہ دریافت کیا جب کوئی جواب نہ پایا تو فرمایا اے اہل قبور!

مجھ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تیری وفات کا زمانہ قریب آئے گا تو ایک مردہ تجھ سے باتیں کرنے گا اگر میری موت کا زمانہ قریب آ گیا ہے تو برائے خدا اور رسول مجھ سے ہم کلام ہو اس وقت ایک مردہ نے آواز دی کہ اے وہ لوگو! جو دنیا میں مکانات بناتے اور باغات لگاتے ہو اور آخر وہ سب فنا و خراب ہو جاتے ہیں تم پر سلام ہو۔

آپ نے پوچھا کہ تم اہل بہشت سے ہو یا اہل نار سے اس نے جواب دیا کہ میں اہل بہشت سے ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ یہ بیان کرو کہ تمہاری موت کس طرح ہوئی اور کیا مصیبت گزری۔ مردہ نے کہا اے سلمان کچھ نہ پوچھو خدا کی قسم اگر کوئی شخص مقررہ سے میرے تمام بدن کو زبرہ زبرہ کرنا اور ہڈیوں سے گوشت کو جدا جدا کرنا تو میرے نزدیک وہ موت کی اذیت سے بہت زیادہ آسان ہوتا ہے اے سلمان!

میں دنیا میں ہمیشہ نیک اعمال کیا کرتا تھا برابر نمازیں پڑھتا قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا بیک ایک بیارہوا اور میری عمر کی مدت تمام ہوئی اس وقت ایک شخص طویل القامت لشکل مہیب میرے سامنے ہوا پر معلق کھڑا ہو گیا اور وہیں سے میری آنکھوں کی طرف اشارہ کیا آنکھیں اندھی ہو گئیں کانوں کی طرف اشارہ کیا تو کان بہرے ہو گئے۔ زبان کی طرف اشارہ کیا تو زبان بسند ہو گئی میں نے کہا تو کون ہے؟ جو میسرے ساتھ یہ سلوک کر رہا ہے اس نے جواب دیا میں ملک الموت ہوں اب تیری

زندگی کا زمانہ گزر گیا تجھ کو یہاں سے دوسرے مقام پر چلانا ہو گا اتنے میں دو شخص اور آگئے جن میں سے ایک میرے داہنی جانب بیٹھ گیا اور دوسرا بائیں جانب اور کہنے لگے کہ ہم دونوں وہ فرشتے ہیں جو دنیا میں تیرے اعمال لکھا کرتے تھے یہ لکھ کر ایک نے جس کا نام رقیب تھا میرا ایک نامہ اعمال مجھے دیا جب میں نے اپنی نیکیوں کو اس میں دیکھا تو بہت خوش اور مسرور ہوا پھر دوسرے نے جس کا نام عنید تھا دوسرا نامہ اعمال مجھے دیا جب میں نے اس میں اپنے گناہوں کو دیکھا تو بہت محزون و غمگین ہوا اس کے بعد ملک الموت میرے قریب آئے اور تاک کی طرف سے میری روح قبض کر لی جس کا صدر منہ مجھے ابھی تک نہیں بھولا ہے اس وقت میرے اہل و عیال عزیز و اقارب سب رونے لگے ملک الموت ان کی گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری دیکھ کر کہنے لگے کہ تم لوگ کیوں رونے ہو میں نے اس پر کوئی ظلم نہیں کیا ہے مجھے حکم خدا ہوا تو میں نے اس کی روح قبض کر لی ابھی تو کتنی ہی مرتبہ میں تمہارے پاس آؤں گا پھر دوسرے فرشتے نے میری روح کو ملک الموت سے لے کر پروردگار کے حضور میں پہنچا دیا اس وقت خداوند عالم نے میرے کل اعمال و افعال کے متعلق سوالات فرمائے مثلاً نماز و روزہ، زکوٰۃ و خس، حج و جہاد، تلاوت قرآن و اطاعت والدین وغیرہ کے بارے میں اور خون تاحق کرنا، مال غصب کرنا، بندگان خدا پر ظلم کرنا وغیرہ سب باتوں کے بارے میں پوچھا اس کے بعد وہ فرشتہ میری روح کو زمین پر لایا اور عنالی

میرے جسم سے کپڑے اتار کے غسل دینے لگا میری روح نے اس سے کہا
 اے بندہ خدا اس جسم ضعیف و ناتواں پر رحم کر ادا آہستہ آہستہ ہاتھ پھیر
 خدا کی قسم جس جس رگ سے میں نکلی ہوں وہ رگ اس کی ٹوٹ گئی ہے اس کے
 تمام اعضاء گویا پس پس گئے ہیں غرض اس عاجزی سے میری روح نے
 کہا کہ اگر غسل سنتا تو مردوں کو غسل دینا چھوڑ دیتا پھر غسل دینے کے
 بعد لوگوں نے مجھے کھن میں لپیٹا اور محفوظ کیا نماز جنازہ پڑھی اور جب
 مجھے خیر میں اتارا اس وقت کچھ ایسی وحشت میرے اوپر طاری ہوئی کہ جو
 بیان سے باہر ہے گویا ایک مرتبہ آسمان سے زمین پر آ پڑا جب لوگ
 قبر کو بند کر چکے اس وقت میری روح پھر میرے جسم میں داخل ہوئی اور
 ایک فرشتہ جس کا نام وقت تھا میرے پاس آیا اور مجھے بٹھلا کر کہنے لگا
 اپنے وہ اعمال جو تیرے دنیا میں کئے ہیں کھ میں نے کھتے تو یاد نہیں
 اس نے کہا میں بتلاتا جاتا ہوں تو کھتا جا میں نے کہا کاغذ کہاں سے
 لاؤں؟ اس نے کہا یہی تیرا کفن بھلے کاغذ کام دے گا میں نے
 کہا قلم کہاں سے لاؤں؟ اس نے کہا تیری انگلی بمنزلہ قلم ہے میں نے کہا
 سیاہی کہاں سے آئے گی وہ فرشتہ بولا کہ تیرا لہاب دہن بھلے سیاہی
 کے کام دیکھا غرض جب میں نے کل اعمال کھ لیے تو اس نے اس نوشتہ کو
 بطور طوق میری گردن میں ڈال دیا جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے
 کل انسان الذین ساءوا لولہ فی عنقہم و نخرج لہ یوم القیامۃ کتابا
 بلقہ منشورا اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم عدیک حییا

ترجمہ ہر آدمی کا اعمال نامہ ہم نے بطور طوق اس کی گردن میں ڈال دیا ہے۔
 اور قیامت کے دن جب اس نامہ اعمال کے ساتھ اس کو اٹھائیں گے تو حکم
 دیں گے کہ اپنا کھٹا ہوا پڑھ لے آج کے دن اپنی ذات کے مجاہد کے
 لیے تو خود ہی کافی ہے اس کے بعد ایک فرشتہ نہایت صیب جس کا نام
 منکر ہے ہاتھ میں ایک گرز آتشین لیے میرے پاس آیا اور کہنے لگا میں
 سبک بنا تیرا پروردگار کون ہے؟ پیغمبر اور امام تیرے کون ہیں؟ تو کس
 طریقہ پر تھا، دین تیرا کیا ہے، یہ سنکر میں خوف سے حواس باختہ ہو گیا
 میرا بندہ کاپنے لگا حیران تھا کہ کیا جواب دوں، اتنے میں رحمت
 خدا میرے شامل حال ہوئی دل مطمئن ہوا میں نے جواب دیا اللہ جل جلالہ
 ربی و محمد نبی و علی ابن ابیطالب و اولادہ المعصومون آئینی
 والا سلام دینی و لقا آن کتابی خدا میرا رب (پلٹے والا ہے
 اور محمد میرے رسول میں اور علی اور ان کی اولاد معصومین میرے امام
 اور پیغمبر ہیں اور اسلام میرا دین ہے اور قرآن میری کتاب ہے پھر
 دوسرے فرشتہ نے بھی جس کا نام نکیر تھا اسکی صیب آواز سے میرے
 اعمال و افعال و اعتقادات کے بارے میں سوال کیا فضل خدا سے میں نے
 اس کا جواب بھی دیا اور کہا اشھدان کا الہ الا اللہ وان محمد
 رسول اللہ وان علیا و اولادہ المعصومین حجج اللہ وان
 الجنۃ حق و النار حق و الصراط حق و المیزان حق و سوال
 منکر و نکیر فی القبور حق و البعث حق و لشور حق و تطاؤن و الکتاب

حق وان الساعة آتية لا ريب فيها وان الله سميع عليم
 من في القبور۔ میں اس امر کی گواہی دیتا ہوں کہ موائے حسد
 کے کوئی معبود نہیں ہے اور محمد اللہ کے رسول ہیں، علیؑ اور ان کی اولاد
 میں سے جتنے معصوم ہیں وہ سب خدا کی محبتیں ہیں اور جنت برحق ہے
 اور جہنم بھی برحق ہے بل صراط برحق ہے اور میزان برحق ہے قبر میں
 منکر و منکیر کا سوال کرتا برحق ہے اور میدان حشر میں لوگوں کا پھیلنا برحق
 ہے اعمال ناموں کا کھلنا برحق ہے اور قیامت آنے والی ہے اس میں
 ذرا شک نہیں ہے اور ہر وہ شخص جو قبر میں ہے پروردگار عالم ضرور اسے
 اٹھا کر کھڑا کرے گا۔

پھر قبر میں مجھے لٹا کر ان فرشتوں نے کہا ثم خذوا مع العروس
 اب تو آرام کے مثل خواب عروس کے سو جا اور پھر ایک دروازہ بہشت
 کا میرے سر پہنے کی طرف کھول دیا جس سے بہشت کی ہوا آنے لگی اور
 جہاں تک نظر کام کرتی تھی اتنی دوزخ قبر کشادہ ہو گئی اور تمام زمین
 گلزار ہو گئی اے سلمان فارسی انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت خدا کو
 یاد کرے اور اسی کی عبادت میں زندگی بسر کر دے کہ مرنا برحق ہے اور
 ان سب باتوں کا جو میں نے بیان کیا ہے ضرور سنا ہونا چاہیے۔

اصحیح کہتے ہیں کہ جب قبر سے آواز آنا بند ہوئی حضرت سلمان
 فارسی نے کہا کہ اب مجھے گھر لے جاؤ جب ان کے مکان پر لائے تو آپ نے
 فرمایا زمین پر لٹا دو جب میں نے لٹا دیا تو آسمان کی طرف دیکھ کر ایک

دعا پڑھی اور اس دعا فارسانی سے دار باقی (آخرت) کی طرف کوچ فرمایا
 میں متحیر تھا کہ آپ کو دفن کیونکر کر دوں اتنے میں دور سے ایک سوار
 دکھائی دیا جب قریب آیا میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا جناب
 امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں۔ حضرت نے اگر اپنے دست مبارک
 سے آپ کو غسل دیا، کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا اور
 نظروں سے غائب ہو گئے۔

کتاب فضائل حضرت علیؑ و صحابہ الطوبیٰ ریح ۱۱۷
 نواح الاحزان جلد اول ۱۱۷ تا ۱۲۰

اصحیح حدیث جلیل سعید بن ہشام اللہ وندی خراج باب چہارہم
 میں روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ مسجد مدینہ میں صبح کے وقت
 داخل ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول خدا کو
 فرماتے سنا ہے کہ سلمان نے وفات پائی ہے اور مجھے غسل و کفن، نماز
 اور تدفین کی وصیت کی ہے۔ (نفس الرحمن)

بخاری الاوار میں صیب بن حسن نے جابر الانصاری سے روایت
 کی ہے کہ امیر المومنین نے صبح کی نماز ہمارے ساتھ ادا فرمائی پھر جاری
 طرف رخ کر کے فرمایا ایھا الناس خدا تم کو بخشا ہے بھائی سلمان کی
 موت پر صبر کرتے میں اجر عطا فرمائے لوگ اس بارے میں بات چیت
 کرنے لگے آپ نے رسول کا علامہ سر پر رکھا آپ کی ذرع زریب تن کی
 رسول کا عشاء ہاتھ میں لیا اور تلوار کمر میں باندھی اور آپ کی سواری

عضوا، پر ہوا رہے اور قبر سے فرمایا دس تک گن۔ قبر کہتے ہیں میں نے
 تعمیل حکم کی اور ہم نے اپنے آپ کو سلمان کے دروازہ پر (مدائن میں)
 کھڑا ہوا پایا۔ زاذان خادم سلمان خارجی کہتا ہے کہ جب میں نے
 اپنے آقا کی وفات کا وقت قریب پایا تو آپ سے غسل کے بارے
 میں سوال کیا آپ نے فرمایا کہ جس نے (علیؑ) نے رسول خدا کو غسل دیا
 تھا وہی مجھے بھی غسل دے گا۔ میں نے کہا آپ مدائن میں ہیں اور
 وہ مدینہ میں۔ آپ نے فرمایا اے زاذان جب تم میری داڑھی باندھ
 لو گے تو دروازہ پر ان کی آواز سنو گے۔ جب میں نے آپ کی ڈاڑھی
 باندھ دی تو میں نے دروازہ پر کسی کو کہتے سنا کہ میں امیر المؤمنین ہوں
 میں نے دروازہ کھولا آپ اندر داخل ہوئے اور مجھ سے فرمایا اے
 زاذان ابو عبد اللہ سلمانؑ نے قضا کی میں نے کہا مولا ہاں! پس آپ
 اندر داخل ہوئے اور سلمان کے سپرہ سے چادر ہٹائی سلمان امیر المؤمنین علیہ
 السلام کو دیکھ کر متبسم ہوئے۔ آپ نے فرمایا مر جا اے ابا عبد اللہ
 جب تم رسولؐ سے ملاقات کرنا تو ان سے جو جو مظالم تمہارے بھائی
 پر قوم کی طرف سے ہوئے ہیں بیان کرنا پھر آپ نے سلمان کی تجہیز کی
 اور جب آپ نے نماز پڑھی تو ہم نے کثرت سے تکبیروں کی آواز سنی
 میں نے آپ کے ساتھ دو مردوں کو دیکھا ان کے بارے میں سوال کیا تو
 امیر المؤمنین نے فرمایا ان میں سے ایک میرے بھائی جعفر طیار اور
 دوسرے جناب خضر پیغمبر تھے اور ہر ایک کے ساتھ ستر صفیں ملا کر

تھیں اور ہر صف میں ہزار ملا کر تھے اور متنازع میں ہے کہ زاذان خادم
 سلمان کا کٹنا ہے کہ جب امیر المؤمنین تشریف لائے کہ سلمان کو غسل
 دیں تو آپ نے کپڑا سپرہ سے ہٹایا تو سلمان مسکرائے اور قریب تھا
 کہ بیٹھ جائیں امیر المؤمنین نے فرمایا ابی ہوت کی طرف بھاگ جاؤ
 رجال کشد میں ہے کہ سلمان کہتے تھے کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا ہے
 کہ جب تمہاری موت کا وقت قریب آئے گا تو کچھ لوگ تمہارے
 پاس آئیں گے جو خوشبو کو پسند کریں گے اور کھانا نہیں کھائیں گے پھر
 آپ نے مشک کی تھیلی نکالی اور یانی میں لایا اور دو سو سے کہا کھ
 دروازہ پر جا کر بیٹھ جاؤ اور دروازہ بند کر لیا۔ (تفسیر الرحمن)
 ان کی بیوی نے حکم کی تعمیل کی چند منٹ کے بعد انہوں نے ایک
 آواز سنی جو نہایت آہستہ سے تھی انہوں نے جا کر دیکھا تو آپ کی روح
 جنت کو پرواز کر چکی تھی۔ (ابو نعیم)

یہ اشخاص اور امتیاز بھی صرف آپ ہی کو تمام صحابہ اور تمام
 امت پر حاصل ہے کہ مولائے کائنات امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب
 علیہ السلام نے اپنے دستہ کے مبارک سے غسل و کفن دیا نماز جنت ازہ
 پڑھی دفن کیا اور باعجاز مدینہ سے مدائن تشریف لائے اور پھر اسی
 دن مدینہ واپس ہوئے۔ بعض لوگوں کو یقین نہیں ہوا تھا جب اہل مدائن
 کو سخط سلمان کی موت کے بارے میں آیا جس میں وقت وفات اور تمام
 حقائق درج تھے جو امیر المؤمنین نے بیان فرمائے تھے تب یقین

ہوا۔
تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ۳۱ھ کے
اول میں ہوئی مشہور یہ ہے کہ حضرت عثمان کے آخری دور خلافت
۳۵ھ میں ہوئی اور علماء شیعہ کی کثیر تعداد نے اس قول سے اتفاق کیا
ہے کہ آپ نے ۳۳ھ اول خلافت امیر المومنین میں انتقال فرمایا۔
آپ کا مزار مقدس مدائن میں آج بھی زیارت گاہ قاص و عام

ہے۔

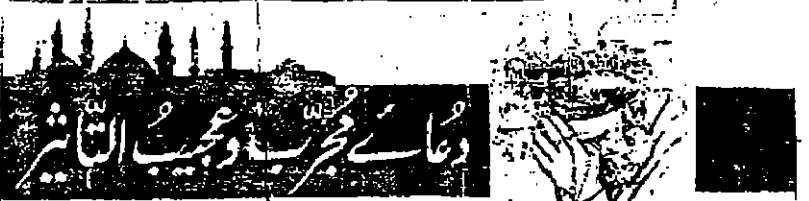
وفات کے بعد آپ کے مراتب

روفتہ الوا عظیمین میں ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے سلمان
کو آپ کے انتقال کے بعد خواب میں دیکھا تو پوچھا آپ سلمان ہیں
جواب دیا ہاں میں نے پوچھا کیا وہی سلمان ہیں جو رسول کے غلام تھے
فرمایا ہاں میں نے دیکھا اس وقت ان کے سر پر یاقوت کا تاج تھا اور
جنت کے سلعے زیب تن کیے ہوئے تھے میں نے کہا اے سلمان یہ بستریں
منزل ہے جو خدا نے آپ کو عطا فرمائی ہے انہوں نے جواب دیا ہاں
الی آخر الحدیث۔ (نفس الرحمن)

تفسیر عیاشی میں مفضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے
روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا جب قائم آل محمد ظہور فرمائیں گے
تو سینتیس اشخاص کو پشت کعبہ سے باہر نکالیں گے پچیس قوم موسیٰ
سے ان لوگوں کو جنہوں نے ہدایت پائی اور سات اصحاب کعبہ اور
یثع و مہی موسیٰ پیغمبر و مومن آل فرعون و سلمان فارسی و ابو دجانہ
الانصاری اور مالک اشتر اور شیخ مفید نے بھی اپنی کتاب ارشاد
کے آخر میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

اور شیخ الطائفة نے کتاب کشف الحق میں ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھ حج بیت کیا آپ نے مدینہ میں اپنے جد حضرت رسول خدا کی زیارت تو میں نے بھی آپ کے ساتھ زیارت نہی کا شرف حاصل کیا۔ یقظان کے ایک شخص نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ان لوگوں ابو بکر و عمر کی بھی اس قبہ میں زیارت کی آپ نے فرمایا کہ اے یقظان ان لوگوں نے بھوٹ کہا خدا کی قسم اگر ان دونوں کی قبروں کو کھودا جائے تو ان دونوں کی جگہ سلمان و ابوذر کو پاؤ گے خدا کی قسم یہ دونوں ان دو حضرت ابو بکر و عمر سے اس بات کے زیاد مستحق ہیں کہ پہلے رسول میں جگہ پائیں ابو بصیر نے عرض کیا یا بن رسول اللہ یہ کیسے ممکن ہے کہ میت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جائے آپ نے فرمایا اے ابو محمد اللہ نے ستر ہزار فرشتے پیدا کئے ہیں جن کا نالہ کہا جاتا ہے ان کو زمین کے مشرق و مغرب میں بھلا دیا گیا ہے میں وہ لوگوں میں سے ہر ایک کی میت کو اس مقام پر دفن کرتے ہیں جس جگہ کا وہ مستحق ہوتا ہے اور وہ جبر میت کو نقش سے نکال لیتے ہیں۔ اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اس حدیث کو فوائد الفوائد میں اور ابن طاووس نے وصایا میں نقل فرمایا ہے۔

(نفس الرحمن)



اور ابو ذریعہ نے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت زین العابدین سے منقول ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس میں ایک بکا رکھیں تو میں بارگاہ میں ڈال گیا نہ خدا بھریانی میں ڈال گیا نہ ڈوبا پھر اس کی گردن پر شمشیر چلائی گئی کا گرد نہ ہوا۔ آنحضرت سے سبب دریافت کیا گیا، فرمایا اس بکے پاس ایک تو بیڈ ہے دیکھا گیا تو اس کے پاس یہ دعا تھی۔
 یہ دعا اہم اعظم سے خالی نہیں ہے عظیم ترین حصار ہے بیچ کی نماز کے بعد اور غروب آفتاب سے قبل یا مغرب کی نماز کے بعد روز و رات چکر حصار کر لیں، اگر ان اوقات میں کس نہ ہو۔ نوران کے سونے وقت حصار کر لیں۔ پروردگار کا عباد کی حفاظت ان میں رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

دُعائے مبارکہ

برائے حفاظت از آفات و بلیات و حوادث و سحر و ہر و شر شیاطین و جن و انس و غیرہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۴۶۲

يَا مَنْ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا هُوَ ○ يَا مَنْ لَا يَدْرِي اَمْرًا اِلَّا هُوَ ○ يَا مَنْ لَا يَصِفُ السُّوءَ اِلَّا هُوَ ○ يَا مَنْ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا هُوَ يَا مَنْ لَا يَحْيِي الْعِظَامَ الْمَوْتَى اِلَّا هُوَ ○ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ سَكَنُ سَمِيٍّ عَلِيمٍ ○ وَيَا حَقُّ اَنْزَلْنَاكَ وَيَا حَقُّ نَزَلْنَاكَ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا بُشْرًا وَنَذِيرًا ○ وَيَحَقُّ كَهَيْعَتِمْ وَيَحَقُّ لِحَمْعَسَقٍ وَيَحَقُّ الْوَالِدِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الْفَرْدِ الَّذِي لَمْ يَكُنْ لَكَ سَمٌ يَكْتُمُ لَكَ كَقَوْلِ الْعَدُوِّ كَامَلًا هَادِيًا يَسْرًا يَا مَلَا صَادِقًا يَا رَحْمَتَكَ يَا اَلْحَمْدُ الرَّاحِبِينَ - اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ○

برائے ایسا الذنوب۔ سید مستفید کبیر العظمیٰ و جملة منزهة اقطار

التاس سورہ فاتحہ کے تمام مرعومین

۱ [شیخ صدوق	۱۳ (سید حسین عباس فرحت	۲۵ (تیکم و اخلاق حسین
۲ [علامہ مجلسی	۱۴ (تیکم و سید جعفر علی رضوی	۲۶ (سید ممتاز حسین
۳ [علامہ سائبر حسین	۱۵ (سید نظام حسین زیدی	۲۷ (تیکم و سید اختر عباس
۴ [علامہ سید علی نقی	۱۶ (سیدہ زہرہ	۲۸ (سید محمد علی
۵ [تیکم و سید عابد علی رضوی	۱۷ (سیدہ رضویہ خاتون	۲۹ (سیدہ رضیہ سلطان
۶ (تیکم و سید احمد علی رضوی	۱۸ (سید نجم الحسن	۳۰ (سید مظفر حسین
۷ (تیکم و سید رضا احمد	۱۹ (سید مبارک رضا	۳۱ (سید باسط حسین نقوی
۸ (تیکم و سید علی حیدر رضوی	۲۰ (سید تنہیت حیدر نقوی	۳۲ (علامہ محی الدین
۹ (تیکم و سید سید حسن	۲۱ (تیکم و مرزا محمد ہاشم	۳۳ (سید ناصر علی زیدی
۱۰ (تیکم و سید مردان حسین جعفری	۲۲ (سید باقر علی رضوی	۳۴ (سید وزیر حیدر زیدی
۱۱ (تیکم و سید چار حسین	۲۳ (تیکم و سید باسط حسین	۳۵ (ریاض الحق
۱۲ (تیکم و مرزا تو حید علی	۲۴ (سید عرفان حیدر رضوی	۳۶ (خورشید تیکم